دسمبر ۱۹٦۵ء

حضرت
مرزا بشیر الدین
محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی
المصلح الموعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۲ — شمارہ ۲

شعبان ۱۳۸۵ھ — فتح ۱۳۴۴ہش

دسمبر ۱۹۶۵ء

سرپرست

حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد مدظلہ

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

نائب ایڈیٹر

مرزا مغفور احمد

(سید عبدالباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

فہرست مضامین

مقالہ خصوصی

خلافتِ ثالثہ کا قیام اور ہماری ذمہ داریاں!

قرآن کریم اور تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ اِس دنیا میں جب بھی اپنا کوئی مامور اور مرسل بھیجتا ہے تو اس کے بھیجنے سے اس کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر چلا جائے بلکہ ہر نبی اور رسول کی بعثت کے وقت خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ وہ روحانیت کی پیاسی روحوں کو سیراب کرے تا ایک انقلاب رونما ہو اور دنیا میں پھر سے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کی بنیاد رکھی جائے۔

پس خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ انبیاء صرف تخم ریزی کے لئے آتے ہیں اور ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ انہی کی جماعت میں سے ایسے وجودوں کو یکے بعد دیگرے جانشین کے طور پر مقرر فرماتا ہے جو نبی کے کام کی تکمیل کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں۔

خلافت کا نظام بے شمار برکات کا حامل نظام ہے اس کی بدولت جہاں نبی کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے وہاں مومنوں کی غمزدہ جماعت کے دلوں کے لئے ڈھارس بھی بن جاتا ہے اور ایک نئے امام اور مطاع کے ہاتھ پر بیعت کر کے وہ روحانی تسکین پاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے، جیسا کہ وہ فرماتا ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی

قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب
پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ
مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے
اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم
کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل
خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا
ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے
وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد
مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے
اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال
کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور
یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود
ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ
بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی
کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت
مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے
ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی
زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور
گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔
پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ
کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔"
(الوصیت صفحہ ۵)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔
"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو
شخص کسی شیخ یا رسول یا نبی کے بعد
خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے
پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل
میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول
یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر
ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک
بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر
خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اسے مٹاتا
ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو
اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام
ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟
اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ
کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود
ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا کیونکہ
یہ خدا ہی کا کام ہے ..... ایک
الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام
بھی شیخ لکھا ہے انت الشیخ
المسیح الّذی لا یُضاع
وقتہ۔" (الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اس
نظریہ کو تاریخ اسلام کی روشنی میں دیکھنے سے معلوم ہوتا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دست
حادثہ کے وقت عرب میں ہولناک فتنہ رونما ہوا۔ جب
عرب کے بیشتر قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا
اور بعض نے اسلام ترک کر کے جھوٹے مدعیانِ نبوت

کی پیروی اختیار کر لی اور صحابہؓ کی یہ حالت تھی کہ وہ غم کے مارے دیوانے ہو رہے تھے اور حضرت عمر فاروق رضؓ جیسا باوقار اور عالی ظرف انسان بے اختیار ہو کر یہ کہہ رہا تھا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ فوت ہو گئے ہیں مَیں اس تلوار سے اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ عین اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو سنبھالا اور جس بے نظیر عزم و ہمت اور فہم و فراست سے ملک و ملت کو مرتدین کے تباہ کن فتنہ سے نجات دلائی۔ اس نے خلافت کی اہمیت کو روزِ روشن کی طرح آشکارا کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا المناک حادثہ اور قبائلِ عرب کی بغاوت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے عزم و ایمان کو متزلزل نہ کر سکی اور آپ خدا کی دی ہوئی توفیق اور اس کے فضل سے اسلام کی کشتی کو خوفناک گرداب سے سلامتی کے ساتھ نکال کر لے گئے۔ اور یہ سب کچھ محض اور محض خلافت کی برکت سے ہی ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں خلافت کی الٰہی برکات کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا۔ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (النور ۲۴/۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال اعمال بجا لانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ مَیں ان کو زمین میں خلیفہ بناؤں گا جس طرح ان سے پہلی اُمتوں میں خلیفے بناتا رہا ہوں اور پھر ان خلفاء کے دین کو جو میرا پسندیدہ دین ہے تمکنت اور عظمت بخشوں گا اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن عطا کروں گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو لوگ اتنے بڑے انعام کے بعد بھی انکار کریں گے اور اس نعمت کی ناقدری کریں گے تو وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ دین کو تمکنت اور عظمت عطا فرماتا ہے اور اُمت کو امن و سکون کی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اور لوگ انتہائی آزادی اور امن و سکون سے خدا تعالیٰ کی عبادت بجا لاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی یہ عظیم الشان پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافتِ راشدہ کے

زمانہ میں پوری ہوئی۔ اس زمانے میں خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو قوتِ و شوکت اور تمکنت عطا فرمائی اور خوف کا زمانہ امن سے بدل گیا۔ مسلمانوں نے خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہو کر دنیا کے بہت بڑے حصے میں اسلام کے پیغام کو پہنچایا اور خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن کریم کی اشاعت کی۔ یہ خلافت ہی کی عظیم الشان برکت تھی کہ اسلام کے دشمنوں نے اپنی گردنیں مسلمانوں کے آگے جھکا دیں اور اسلام ایک نئی زندگی سے ہمکنار ہوا۔ اور یہ سب کچھ خلافت کی بدولت ہوا جس کی وجہ سے تمام قوم اتحاد و اتفاق اور شیرازہ بندی کی سلک میں منسلک ہو گئی۔ اور مسلمانوں کا یہی اتحاد ان کی کامیابی و کامرانی کا باعث بنا۔ کیونکہ دنیا میں قومی کامیابی کے لئے اتحاد سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں۔ اور اسلام نے اس قوت کے لئے خلافت کو مرکز و محور قرار دیا ہے۔ جب تک مسلمان خلافت کے بابرکت نظام پر کاربند رہے ان کا قدم ہر میدان میں ترقی کی راہ پر گامزن رہا لیکن جب مسلمانوں نے اپنے ہاتھ سے اس عظیم الشان نعمت کو کھو دیا تو ان کا اتحاد بھی پارہ پارہ ہو گیا اور وہ دن بدن پستی کی طرف گرتے چلے گئے اور ان کی وہ ترقیاں بھی خاک میں مل گئیں جو انہوں نے خلافت کی وجہ سے حاصل کی تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اصحابؓ کا یہ یقین اور ایمان تھا کہ خلافت کا نظام مسلمانوں کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے جس طرح اس ہڈی کے بغیر انسانی جسم بیکار ہے اسی طرح خلافت کے بغیر اتحاد و اتفاق اور کامیابی و کامرانی ناممکن ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب باغیوں نے فتنہ و فساد کی آگ سلگائی تو ایک صحابی نے انتہائی درد بھرے الفاظ میں یہ اشعار کہے ؎

عجبت لما یخوض الناس فیہ
یرومون الخلافۃ ان تزولا
ولو زالت لزال الخیر عنھم
ولاقوا بعدھا ذلا ذلیلا
وکانوا کالیھود او النصاریٰ
سواءً کلھم ضلوا السبیلا

یعنی مجھے ان لوگوں کی باتوں پر سخت حیرت ہوتی ہے جو یہ خواہش کرتے ہیں کہ خلافت ختم ہو جائے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر خلافت ختم ہو گئی تو یہ لوگ ہر خیر و برکت سے محروم ہو جائیں گے اور ذلت کا منہ دیکھیں گے اور خلافت سے محرومی کی صورت میں یہود و نصاریٰ کی طرح ہوں گے اور سب گمراہی میں برابر ہوں گے۔"

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۲۰)

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی جماعت پر ایک سخت زلزلہ آیا اور جماعت کی بنیادیں ہل گئیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس وقت بھی خلافت کے ذریعہ جماعت کو سنبھالا اور تمام جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے ہاتھ پر جمع ہو گئی۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ فرماتے ہیں:۔

"عزیزان غور کرو اب کے بعد معاً
دفن سے پہلے جماعت میں بلا اختلاف
شمال سے جنوب اور مغرب سے مشرق
تک وحدت کی روح اللہ قادر و
مقتدر نے کس طرح پھونک دی ہے۔
اے خدا مہربان احسانت شوم۔ اب
ایک مسلمان، ایک مدبر، ایک عاقبت
اندیش اور ایک دنیا کے حوادث کو
دیکھنے والا غور کرے۔ حضرت مرزا
کا ایک کیا چار بیٹے اور پوتا معصوم،
مرزا کا داماد محمد علی نام کا مجموعہ قابل
قدر اور لائق موجود۔ میرزا کا خسر بجائے
باپ موجود ہے اور تمام قوم نے ایک
اجنبی کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔"

(تشحیذ الاذہان جولائی ۱۹۱۴ء ص)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جماعت نے خلافت کی بے شمار برکات کا مشاہدہ کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک ایسا وجود مل گیا جو جماعت کے لئے بہت دعائیں کرنے والا اور ان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کو جماعت سے جو محبت تھی اس کا اندازہ اس دعا سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے ۱۹۱۳ء میں اپنی سخت بیماری کے ایام میں اپنے بعد ایک اولوالعزم خلیفہ کے لئے فرمائی۔ اس دعا میں آپؓ نے اپنے بعد جماعت کی تیسری نسل کو بھی شامل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور آپ کو اپنی زندگی میں ہی اس کی بشارت بھی مل گئی۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارہ میں ۲۰ جون ۱۹۱۳ء کو عصر کے درس کے بعد فرمایا:۔

"میں تو ایسا سخت بیمار ہو گیا تھا کہ پھر
اس مقام پر کھڑے ہو کر درس دینے کی
امید نہ تھی لیکن خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ
خاص فضل کیا جو یہ توفیق عطا فرمائی۔
اس بیماری میں میری ایسی حالت ہو گئی کہ میں
نے سمجھا کہ اب خاتمہ ہے۔ اس وقت میں
نے ایک دعا کی جو میں سمجھتا ہوں کہ قبول
ہو گئی۔ تم لوگ بھی اگر چاہو تو اپنی اپنی جگہ
وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر حمد و
استغفار کے بعد یہ دعا مانگو۔ میں نے
یوں کی کہ اوّل دو رکعت نماز پڑھی۔
پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ
والضحیٰ پڑھی اور دوسری رکعت میں
الم نشرح، یہ ایک جو تفاؤل تھا۔ پھر میں
نے ان الفاظ میں حمد الٰہی کی۔

لا الٰہ الّا اللّٰہ الحلیم الکریم۔
لا الٰہ الّا اللّٰہ ربّ العرش العظیم۔
لا الٰہ الّا اللّٰہ ربّ السّموات
والارض وربّ العرش الکریم۔

پھر میں نے استغفار کیا اسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنیمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لی ذنباً الا غفرته ولا هماً الا فرجته ولاحاجة هی لك رضاً الا قضیتها یا ارحم الراحمین ۔ الٰہی اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے۔ مسلمان اوّل تو سُست دوسرا دین سے بے خبر تیرے قرآن سے بے خبر۔ رسول کریم کی سوانحعمری سے مولی یہ بے خبر اسلئے دشمن ان کو کھانے لگ گئے۔ تو ان میں ایک ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوتِ جذب (دوسرے کو بلانے کی) ہو۔ قوتِ جاذبہ کے علاوہ پھر وہ کاہل و سُست نہ ہو۔ ہمت بلند رکھتا ہو۔ باوجود قوتِ جاذبہ و ہمتِ بلند کے پھر وہ کمال استقلال رکھتا ہو پھر بڑی دعائیں کرنے والا ہو، تیری تمام رضاؤں کو اس نے پورا کیا ہو۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے باخبر ہو۔ پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔ ان میں تباغض نہ ہو۔ ان جماعت کے لوگوں میں بھی جذب ہو، ہمت بلند ہو، استقلال ہو، وہ بھی قرآن احادیث کے واقف ہوں اور اس پر کاربند ہوں۔ ابتلاء تیری ذات پاک سے مقدر ہیں پس ابتلاؤں میں ان کو ثبات عطا فرما۔ ابتلاء ایسے ہوں کہ مالا طاقة لنا نہ ہوں اس شخص اور اس جماعت کی اولاد کو بھی ایسی ہی ترقی دے۔

مجھے یہ ہوا آ رہی ہے کہ میری دعا قبول ہوئی۔ تم بھی اس دعا میں بہت زور لگاؤ، تا انصار اللہ اور حق کے مؤید بن جاؤ۔" (الفضل ۲ جولائی ۱۹۱۳ء)

انسان جب اپنے آپ کو دمِ واپسیں سمجھتا ہے تو اس وقت اپنی اولاد اور ذاتی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ ایسے وقت بھی تڑپ تڑپ کر جماعتی ترقی اور اس کی فلاح و بہبودی کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ یہ سب کچھ خلافتِ حقہ کی ہی برکت کی وجہ سے تھا۔

آپ کی وفات کے بعد جماعت پر پھر ایک بہت بڑا زلزلہ آیا اور ہوا و ہوس کے بندوں نے خلافت جیسے بابرکت نظام کو ختم کرنا چاہا مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے بظاہر ایک کمزور نوجوان کے ہاتھوں پر جماعت کی بہت بڑی اکثریت کو جمع کر دیا اور جماعت ایک مرتبہ پھر اتحاد و اتفاق کی سلک میں منسلک ہو گئی اور اُسے پھر ایک محبت کرنے والا اور اُن کے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا اور اُن کے لئے دعائیں کرنے والا وجود مل گیا۔ حضور رضی اللہ عنہ نے باون سال تک جماعت کے دلوں میں یہ بات راسخ کر دی

کہ اصل چیز خلافت ہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر حضور جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں اور بھی اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔ کیا ہمارا خدا اتنی طاقت بھی نہیں رکھتا جتنا کہ حضرت مسیح ناصریؑ رکھتے تھے۔ مسیح ناصریؑ تو ایک نبی تھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی سرداری دونوں جہان میں قائم رکھے اور ان کے ماننے والوں کا جھنڈا کبھی نیچا نہ ہو اور وہ اور ان کے دوست ہمیشہ سر بلند رہیں۔ آمین ثم آمین۔" (الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

خلافت کی بے شمار برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت یہ بھی ہے کہ خلیفہ کی صورت میں تمام جماعت کو ایک ایسا وجود ملتا ہے جو ہر دم ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود رہتا ہے اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہوگی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے؟ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر اُن کے لئے (غیر مبایعین کے لئے۔ ناقل)

نہیں۔ تمہارا اُسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولا کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کیلئے ایسا کوئی نہیں۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں۔" (برکات خلافت ص)

آخر وہ وقت بھی آ پہنچا جب خدا کا یہ اولوالعزم خلیفہ اپنے دَورِ خلافت کو انتہائی کامیابی و کامرانی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے بعد ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی رات کو دو بجکر بیس منٹ پر اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملا۔ آپؓ کی وفات کا صدمہ تمام جماعت کے لئے ایک عظیم زلزلہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ تمام جماعت کے لئے انتہائی نازک وقت تھا۔ ہر احمدی غم کے مارے دیوانہ ہوا جا رہا تھا اور باوجود انتہائی ضبط کے لوگوں کی چیخیں اس زور سے نکل رہی تھیں کہ شاید کسی ماں نے اپنے اکلوتے بیٹے کی وفات پر بھی اس بے صبری اور اضطراب کا اظہار نہ کیا ہوگا۔ اس عظیم صدمہ کے وقت جماعت کا ہر فرد زیر لب دعاؤں میں مصروف تھا کہ جلد از جلد جماعت کو پھر کسی مقدس، برگزیدہ اور پاک وجود کے ہاتھ پر جمع کر دے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان تضرعات کو سُنا اور اس نازک

اور کٹھن مرحلہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر تمام جماعت کو جمع کر دیا اور جماعت کو پھر خلافت جیسی عظیم الشان برکت سے نوازا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اس نعمت کی پوری طرح قدر کریں اور وہ اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہم خلافت کے دامن سے اپنے آپ کو اَور زیادہ مضبوطی سے وابستہ کر لیں۔ ورنہ ہم بھی اس خدائی وعید کے مصداق ہوں گے۔ ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

پس اے نوجوانانِ احمدیت! اس امر کو اچھی طرح یاد رکھئے کہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی تمام کامیابیاں اور کامرانیاں مقدر ہیں اور جماعت کے لئے خدائی وعدوں کے بموجب جو عظیم الشان ترقیاں یا کامیابیاں مقدر ہیں وہ خلافت کی اطاعت کے ساتھ ہی وابستہ ہیں۔ اگر ہم خلافتِ حقہ کو جو حبل اللہ کا درجہ رکھتی ہے مضبوطی سے تھامے رہیں گے تو ہم ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہتے ہوئے اپنے مقصد میں ضرور کامیاب و بامراد ہوں گے۔ یہ خدائی وعدہ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام اور اس کے تاقیامت اجراء کے خدائی وعدہ کا ذکر کرنے کے بعد بشارت کے رنگ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا، خدا فرماتا

ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔"

(الوصیت صفحہ ۹-۱۰)

معروف فطرت خواجہ حسن نظامی کے قلم سے

حضرت میرزا محمود احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"دراز قد۔ دور اندیش۔ گندمی رنگ۔ بڑی بڑی آنکھیں۔ عمر چالیس سے زیادہ۔ ذات مغل۔ پیشہ امامت اور مسیح موعود کی خلافت اور تقریر و تحریر کے ذریعہ قادیانی جماعت کی پیشوائی۔

پنجاب کے قصبہ قادیان میں رہتے ہیں۔ ان کے والد نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ امام مہدی ہیں اور حضرت عیسیٰ بھی ہیں اور سری کرشن بھی ہیں۔

اب یہ اپنے والد کے قائم مقام اور خلیفہ ہیں۔ آواز بلند اور مضبوط ہے۔ عقل دور اندیش اور ہمہ گیر ہے۔ کئی بیویوں کے شوہر اور کئی بچوں کے باپ اور کثیر التعداد انسانوں کے رہنما ہیں۔ اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کرکے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کردیا۔ اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل اور فہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں۔"

{ اخبار عادل دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء }

معارف القرآن

مومن کا مطمح نظر!

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازو اپنے اندر جوش اخلاص اور ہمت پیدا کرو۔ تم آسمان کی طرف اُڑو۔ کیونکہ تمہارا خدا اُوپر ہے۔ تم نیچے مت دیکھو اور معمولی معمولی باتوں کے پیچھے مت پڑو کیونکہ اللہ تعالےٰ تمہیں طائر بنانا چاہتا ہے۔ کتنی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن پر تمہیں ابتلاء آجاتے ہیں۔ کہیں اِس بات پر لڑائی ہوجاتی ہے کہ فلاں عہدہ مجھے کیوں نہیں ملا۔ کہیں اِس بات پر کوئی شخص ٹھوکر کھاجاتا ہے کہ انجمن کا سیکرٹری فلاں کیوں بنا مجھے کیوں نہ بنایا گیا۔ گویا ہر وقت اُن کی نظر نیچی رہتی ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ تم کو طائر بنانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ہم نے ہر انسان کی گردن کے نیچے ایک طائر باندھ رکھا ہے۔ اب بتاؤ جس کی گردن کے نیچے کوئی چیز باندھ دی جائے اُس کی نگاہ کبھی نیچی بھی ہوسکتی ہے۔ وہ تو ہمیشہ اُوپر کی طرف دیکھے گا۔ پس اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اِس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ تم اپنی نگاہیں ہمیشہ اونچی رکھو کیونکہ تم مسلمان ہو اور مسلمان کے برابر دنیا میں اور کوئی نہیں ہوتا۔

پس فائدہ اٹھاؤ میرے اِس وعظ و نصیحت سے۔ اور جب اپنے گھروں میں جاؤ تو اِس ارادے اور نیّت کے ساتھ جاؤ کہ آئندہ ہم چوہے اور چھپکلیاں نہیں بنیں گے بلکہ وہ طائر بنیں گے جو ہواؤں میں اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور اپنے خدا کی آواز کو سُننے کی کوشش کرینگے"

(فضائل القرآن صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۲)

معارف الحدیث

اِسلام میں اطاعت کا بلند معیار

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عن ابن عمر قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول علی المرءِ المسلم السمع والطاعة فیما احب وکرہ الّا ان یُّؤمر بمعصیةٍ فان امر بمعصیةٍ فلا سمع وطاعة۔ (بخاری)

ترجمہ:۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ہر مسلمان پر اپنے افسروں کی ہر بات سُننا اور ماننا فرض ہے خواہ اسے ان کا کوئی حکم اچھا لگے یا بُرا لگے سوائے اسکے کہ وہ کسی ایسی بات کا حکم دیں جس سے خدا اور رسول ؐ کے کسی حکم کی (یا کسی بالا افسر کے حکم کی) نافرمانی لازم آتی ہو۔ اگر وہ ایسی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر اسمیں انکی اطاعت فرض نہیں۔

تشریح:۔ یہ حدیث اسلامی معیارِ اطاعت کا بنیادی اصول پیش کرتی ہے۔ اسلام ایک انتہا درجہ کا نظم و ضبط کا مذہب ہے۔ وہ کسی شخص کو اپنے حلقہ میں جبراً داخل کرنے کا مؤید نہیں اور صاف اعلان کرتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین (یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں) لیکن جب کوئی شخص خوشی اور شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کرتا ہے تو پھر اسلام اس سے اس نظم و ضبط کی توقع رکھتا ہے جو ایک منظم قوم کے شایانِ شان ہے۔ وہ اپنے ہر فرد کو کامل اطاعت کا نمونہ بنانا چاہتا ہے اور افسروں کے حکموں پر حیل و حجت کی اجازت نہیں دیتا کہ جو حکم پسند ہوا وہ مان لیا اور جو ناپسند ہوا اس کا انکار کر دیا۔ "سُنو اور مانو" اسلام کا ازلی نعرہ ہے۔ مسلمان کے اس ضابطہ اطاعت میں صرف ایک ہی استثناء ہے اور وہ یہ ہے کہ اُسے کسی ایسی بات کا حکم دیا جائے جو صریح طور پر خدا اور اس کے رسول ؐ یا کسی بالا افسر کے حکم کے خلاف ہو۔ اس کے علاوہ ہر حکم میں خواہ وہ کچھ ہو اور کیسے ہی حالات میں دیا جائے "سُنو اور مانو" کا اٹل قانون چلتا ہے ... پس اسلامی ضابطۂ اطاعت کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

(۱) ہر امر میں اپنے افسر کے حکم کی اطاعت کرو خواہ اس کا کوئی حکم تمہیں پسند ہو یا ناپسند ہو۔

(۲) اپنے افسر کی طرف شوق سے کان لگائے رکھو تا کہ اس کا کوئی حکم تمہاری تعمیل سے باہر نہ رہ جائے۔

(۳) لیکن اگر تمہارا افسر کسی ایسی بات کا حکم دے جو خدا اور اس کے رسول ؐ یا کسی بالا افسر کے حکم کے صریح خلاف ہے تو پھر جہاں تک اس حکم کا تعلق ہے اس کی اطاعت نہ کرو۔

(چالیس جواہر پارے)

یادِ خدا میں دل کو لگاتے تو خوب تھا

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ہمارے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں اشعار بھی کہے ہیں۔ اس دور کے چند اشعار درج ذیل کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

زندہ خدا سے دل کو لگاتے تو خوب تھا
مُردہ بتوں سے جان چھڑاتے تو خوب تھا

قصے کہانیاں نہ سناتے تو خوب تھا
زندہ نشان کوئی دکھاتے تو خوب تھا

اپنے تئیں جو آپ ہی مسلم کہا تو کیا
مسلم بنا کے خود کو دکھاتے تو خوب تھا

تبلیغ دین میں لگا دیتے زندگی
بے فائدہ نہ وقت گنواتے تو خوب تھا

دنیا کی کھیل کود میں ناصر پڑے ہو کیوں
یادِ خدا میں دل کو لگاتے تو خوب تھا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وصال اور خلافتِ ثالثہ کے قیام پر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی قراردادیں

قراردادِ تعزیت

(۱) ہم ممبرانِ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ مجلس عالمگیر کی نمائندگی میں اپنے نہایت مشفق و مہربان آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت پر شدید درد و الم کا اظہار کرتے ہیں۔ دل انتہائی غمگین ہیں اور آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ تاہم مشیتِ ایزدی پر ہم راضی ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کے سوا چارہ نہیں پاتے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا وجودِ گرامی آقائے دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت یتزوج و یولد لہٗ کا مصداق اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک درخشندہ اور تابندہ نشان تھا۔ آپ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک موعود خلیفہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ حسن و احسان میں اپنے عظیم الشان روحانی اور جسمانی باپ کے نظیر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک دورِ خلافت کو باون برس تک ممتد کیا جس کے دوران جماعت نے آپ کے وجودِ باجود میں ان گنت نشانات کا مشاہدہ کیا اور تائیداتِ الٰہیہ کو آپ پہ بارش کی طرح برستے دیکھا۔

اپنے بابرکت دورِ خلافت میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ تاریخ اسلام کا ایک زریں باب ہیں اور رہتی دنیا تک ایک عالم ان کے شیریں اثمار سے متمتع ہوتا رہے گا۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استحکامِ جماعت، استحکامِ خلافت، اشاعتِ اسلام اور اشاعتِ قرآن کی خاطر جو عظیم الشان کام سرانجام دیئے وہ قیامت تک تاریخ عالم کے اوراق میں سنہری حروف میں ثبت رہیں گے اور سرورِ دو عالم حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی یاد دلاتے رہیں گے کہ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہٗ رجال من ابناء فارس۔

آپ نے افرادِ جماعت کی علیحدہ علیحدہ ذیلی تنظیمیں قائم فرما کر جماعتی تربیت کا ایک لازوال اور مضبوط نظام قائم فرما دیا۔ احمدی نوجوانوں کو صحیح خطوط پر چلانے اور انہیں آئندہ ذمہ داریوں کی کماحقہٗ تربیت دینے کی خاطر حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی صورت میں تمام احمدی نوجوانوں پر ایک احسانِ عظیم فرمایا ہے، جس کا فیض قیامت تک ممتد رہے گا۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسازی

عمر جماعت کے غم میں گداز رہے اور ہمیشہ جماعت کے ہر فرد کے ساتھ آپ نے محبت، شفقت اور رحمت کا جو بے مثال سلوک فرمایا اسکی یاد دلوں کو ہمیشہ دردمند اور گداز رکھے گی۔ ہماری ہر مشکل اور آزمائش کی گھڑی میں حضور ہماری سکینت کا موجب بنے اور آڑے وقت میں آپ کی دعائیں ہمارے کام آئیں۔ ایسے عظیم الشان اور نادر روزگار وجود سے محرومی کا صدمہ برداشت سے باہر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری نہایت عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمارے زخمی دلوں پر اپنے فضل کا پھایا رکھے اور خود اپنی جناب سے جملہ احباب جماعت بالخصوص صحابہ کرامؓ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد اور حضورؓ کے پرانے خدام اور رفقاء کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگرچہ ہم سب اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور برابر اس یتیمی کے صدمہ کو محسوس کرتے ہیں کچھ اولوالارحام اور اقربا ایسے ہیں جو خصوصی تعزیت کے مستحق ہیں۔ پس ہم انتہائی خلوص اور دردمندی کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نیز آپ کے جملہ صاحبزادگان و دختران کرام اور تمام دیگر افراد خاندان کے ساتھ تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

بالآخر ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور رضی اللہ عنہ کے کام کو ہمیشہ زندہ رکھے اور تمام روحانی اور جسمانی اولاد کو آپ کے مبارک نقش قدم پر تاقیامت چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قوموں نے اس فخر رسل سے برکت پائی اور وہ اپنے تمام کاموں کو کامرانی سے مکمل کر کے اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔

فرمانبرداری کا اقرار

(۲) ہم ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ جملہ اراکین مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے مشیت الٰہی سے قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود اقدس سے محرومی پر جہاں اپنے دلی رنج و الم کا اظہار کرتے ہیں وہاں سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات میں قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث کی عطاء پر خدا تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجا لاتے ہیں جس نے ہمارے مغموم و مضطرب دلوں کے لئے اپنی بے پایاں رحمت سے سکینت کا سامان فرمایا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارت مندرجہ "الوصیت" کا ایک بار پھر اظہار کر کے ہمارے ایمان کو مضبوط کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہم جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے حضور خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم آپ کی طرف سے جاری ہونے والے ہر حکم کی دل و جان سے تعمیل کریں گے اور مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام سے وابستہ تمام مقاصد کے حصول میں سرگرم عمل رہینگے۔ نیز خلافت احمدیہ کو قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار اور حاضر رہیں گے انشاء اللہ۔" (ممبران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

۱۹۰۶ء کے تاریخی جلسہ سالانہ پر

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آخری پر روح پرور تقریر

بیش قیمت نصائح اور اصلاح نفس کی درد انگیز تحریک

ذیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ایمان افروز تقریر کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے جو حضور علیہ السلام نے ۲۸ دسمبر ۱۹۰۶ء کو نماز ظہر و عصر کے بعد قریباً تین ہزار احباب کے سامنے مسجد اقصیٰ (قادیان) میں ارشاد فرمائی تھی۔ یہ حضور پر نور کے آخری مقدس الفاظ ہیں جن سے حضور نے اپنے خدام کو جلسہ سالانہ کے موقع پر نوازا کیونکہ اگلے سال ہی مئی ۱۹۰۸ء میں حضور کا وصال مبارک ہو گیا اور جماعت اپنے پیارے آقا کے زندگی بخش کلام سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئی۔ (ادارہ)

آج ہی اپنی اصلاح کر لو

کسی کو کیا خبر ہے کہ آج کیا ہے اور کل کیا ہونے والا ہے۔ ابھی ہمارے پاس کئی خط راولپنڈی سے آئے ہیں جن میں لکھا ہے کہ ایک ایسا زلزلہ آیا کہ لوگ چیخ اُٹھے۔ بلکہ بعض نے کہا کہ یہ زلزلہ ۴ راپریل والے زلزلے کے برابر تھا۔ دیکھو اس ایک مہینہ میں تین بار زلزلہ آچکا ہے اور آگے ایک سخت زلزلہ کے آنے کی خبر خدا تعالیٰ دے چکا ہے۔ وہ زلزلہ ایسا سخت ہوگا کہ لوگوں کو دیوانہ کر دے گا۔ لوگوں نے غفلت کر کے خدا کو بھلا دیا ہے اور خوشی میں بیٹھے ہیں مگر جن لوگوں نے خدا کو پا لیا ہے وہ تلخ زندگی کو قبول کرنے کے واسطے تیار ہیں۔ مصائب کا آنا ضروری ہے۔ خدا کی سنت ٹل نہیں سکتی۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ خدا سے دعا اور استغفار میں مصروف رہے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ اپنی رضا کو ملا دے۔ جو شخص پہلے سے فیصلہ کر لیتا ہے ٹھوکر نہیں کھاتا۔ مال، اولاد، بیوی، بھائیوں سے پہلے ہی سمجھ لے کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ سب امانت خداوندی ہیں۔ جب تک ہیں ان کی قدر، عزت، خاطر، خدمت کرو۔ جب خدا اپنی امانت کو واپس لے لے تو پھر رنج نہ کرو۔

دین کی جڑ

دین کی جڑ اس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو۔ دراصل ہم تو خدا کے ہیں اور خدا ہمارا ہے۔ اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے۔ ایک نہیں کروڑ اولاد مر جائے پر خدا راضی رہے تو کوئی غم کی بات نہیں۔ اگر اولاد زندہ بھی رہے تو بغیر خدا کے فضل کے وہ بھی موجب ابتلاء ہو جاتی ہے بعض آدمی اولاد کی وجہ سے جیلخانوں میں جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اولاد کی شرارت کے سبب پابزنجیر تھا۔ اولاد کو مہمان سمجھنا چاہیئے اس کی خاطر داری کرنی چاہیئے، اس کی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔ اولاد کیا بنا سکتی ہے خدا کی رضا ضروری ہے۔

نماز میں وساوس کیوں آتے ہیں

جن لوگوں کو خدا کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا انہیں کو نماز میں بہت وساوس آتے ہیں۔ دیکھو ایک قیدی جبکہ ایک حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو کیا اس وقت اس کے دل میں کوئی وسوسہ گزر جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وہ ہمہ تن حاکم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس فکر میں ہوتا ہے کہ ابھی حاکم کیا حکم سناتا ہے۔ اس وقت تو وہ اپنے وجود سے بھی بالکل بے خبر ہوتا ہے ایسا ہی جب صدق دل سے انسان خدا کی طرف رجوع کرے اور سچے دل سے اس کے آستانہ پر گرے تو پھر کیا مجال ہے کہ شیطان وساوس ڈال سکے۔

شیطان سے بچو

شیطان انسان کا پورا دشمن ہے۔ قرآن شریف میں اس کا نام عدو رکھا گیا ہے۔ اس نے اول تمہارے باپ کو نکالا۔ پھر وہ اس پر خوش نہیں۔ اب اس کا یہ ارادہ ہے کہ تم سب کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہ دوسرا حملہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ وہ ابتداء سے بدی کرتا چلا آیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم پر غالب آوے لیکن جب تک کہ تم ہر بات میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو گے وہ ہرگز تم پر غالب نہ آ سکے گا۔ جب انسان خدا کے راہ میں دکھ اٹھاتا ہے اور شیطان سے مغلوب نہیں ہوتا تب اس کو ایک نور ملتا ہے۔

حقیقت ثاقب

جبکہ ایک مومن سب باتوں پر خدا تعالیٰ کو مقدم کر لیتا ہے تب اس کا خدا کی طرف رفع ہوتا ہے وہ اسی زندگی میں خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور ایک خاص نور سے منور کیا جاتا ہے۔ اس رفع میں وہ شیطان کی زد سے ایسا بلند ہو جاتا ہے کہ پھر شیطان کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا ہر ایک چیز کا خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی ایک نمونہ رکھا ہے اور یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان جب آسمان کی طرف چڑھنے لگتا ہے تو ایک شہاب ثاقب اس کے پیچھے پڑتا ہے جو اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ثاقب روشن ستارے کو کہتے ہیں۔ اس چیز کو بھی ثاقب کہتے ہیں جو سوراخ کر دیتی ہے اور اس چیز کو بھی ثاقب کہتے ہیں جو بہت اونچی چلی جاتی ہو۔ اس میں حالت انسانی کے واسطے ایک مثال بیان کی گئی ہے جو اپنے اندر ایک نہ صرف ظاہری بلکہ ایک مخفی حقیقت بھی رکھتی ہے۔

جب ایک انسان کو خدا تعالیٰ پر پکا ایمان حاصل ہو جاتا ہے تو اس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہو جاتا ہے اور اس کو ایک خاص قوت اور طاقت اور روشنی عطا کی جاتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ شیطان کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ثاقب مارنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ ہر ایک مومن کے واسطے لازم ہے کہ وہ اپنے شیطان کو مارنے کی کوشش کرے اور اسے ہلاک کر ڈالے۔ جو لوگ روحانیت کی سائنس سے ناواقف ہیں وہ ایسی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں مگر دراصل وہ خود ہنسی کے لائق ہیں۔ ایک قانونِ قدرت ظاہری ہے ایسا ہی ایک قانونِ قدرت باطنی بھی ہے۔ ظاہری قانون باطنی کے واسطے بطور ایک نشان کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنی وحی میں فرمایا ہے کہ انت منّی بمنزلۃ الثاقب یعنی تو مجھ سے بمنزلہ ثاقب ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ میں نے تجھے شیطان کے مارنے کے واسطے پیدا کیا ہے۔ تیرے ہاتھ سے شیطان ہلاک ہو جائیگا۔ شیطان بلند نہیں جا سکتا۔ اگر مومن بلندی پر چڑھ جائے تو شیطان پھر اس پر غالب نہیں آ سکتا۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ اس کو ایک ایسی طاقت مل جائے جس سے وہ شیطان کو ہلاک کر سکے۔ جتنے بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں ان سب کا دُور کرنا شیطان کو ہلاک کرنے پر منحصر ہے۔

استقلال چاہیئے

مومن کو چاہیئے کہ استقلال سے کام لے۔ ہمت نہ ہارے شیطان کو مارنے کے پیچھے پڑا رہے۔ آخر وہ ایک دن کامیاب ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے جو لوگ اس کی راہ میں کوشش کرتے ہیں وہ آخر ان کو کامیابی کا مُنہ دکھا دیتا ہے بڑا درجہ انسان کا اسی میں ہے کہ وہ اپنے شیطان کو ہلاک کرے۔

خوابوں پر ناز نہ کرو

ایسے ضروری کام کو چھوڑ کر جو مومن کا اصل منشاء ہے بعض لوگ اور باتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ مثلاً کسی کو ایک خواب آ جائے یا چند الفاظ زبان پر جاری ہو جائیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں اب ولی ہو گیا ہوں۔ یہی نقطہ ہے جس پر انسان دھوکہ کھاتا ہے۔ خواب تو چوہڑوں چماروں اور کنجروں کو بھی آ جاتے ہیں اور سچے بھی ہو جاتے ہیں ایسی چیز پر فخر کرنا تو لعنت ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو چند خوابیں آ گئی ہیں اور وہ سچی بھی ہو گئی ہیں مگر اس سے کیا بنتا ہے۔ کیا سخت پیاس کے وقت ایک شخص کو دو چار قطرے پانی کے پلا دیئے جاویں تو وہ بچ جائیگا ہرگز نہیں بلکہ اس کی طپش اور بھی بڑھے گی۔ ایسا ہی جب تک کہ کسی انسان کو پوری مقدار معرفت کی اپنی کیفیت اور کثرت کے ساتھ حاصل نہ ہو تب تک یہ خوابیں کچھ شے نہیں۔

قابلِ تشفی حالت

انسان کی عمدہ اور قابلِ تشفی وہ حالت ہے کہ وہ عملی رنگ میں درست اور صاف ہو۔ اس کی عملی حالت خود اس پر گواہی دے۔ خدا تعالیٰ کے برکات اور زبردست خوارق اس کے ساتھ ہوں اور ہر دم اسکی تائید کرتے ہوں تب خدا اسکے ساتھ ہے اور وہ خدا کے ساتھ ہے۔

آجکل کے ملہمین

ہر ایک بات میں شیطان ایک موقع نکال لیتا ہے کہ لوگوں کو کسی طرح سے بہکائے۔ چونکہ ہم بار بار اپنی وحی اور الہام پیش کرتے ہیں اس واسطے بعض لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ ہم بھی ایسا ہی کریں۔ یہ ایک ابتلاء ہے جو ان پر وارد ہوا اور اس ہلاکت کی راہ میں شیطان نے ان کی امداد کی اور

ان کو شیطانی القا ہوا اور پھر حدیث نفس شروع ہوا۔ چراغ دین، الٰہی بخش، فقیر مرزا اور دوسرے بہت سے اِس راہ میں ہلاک ہو گئے اور ہنوز بہت سے ایسے ہی جن کا قدم اسی راہ پر ہے۔

اہل جماعت خبردار رہیں

ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ ایسی باتوں سے دل ہٹالیں۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ ان سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم کو کس قدر الہام ہوئے تھے یا کتنی خوابیں آئی تھیں بلکہ عمل صالح کے متعلق سوال ہوگا کہ کس قدر نیک عمل تم نے کئے ہیں۔ الہام وحی تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے کوئی انسانی عمل نہیں۔ خدا کے فعل پر اپنا فخر جاننا اور خوش ہونا جاہل کا کام ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ بعض دفعہ رات کو اس قدر عبادت میں کھڑے ہوتے تھے کہ پاؤں پر ورم ہو جاتا تھا۔ ساتھی نے عرض کی کہ آپ تو گناہوں سے پاک ہیں اس قدر محنت پھر کس لئے۔ فرمایا افلا اکون عبداً شکوراً۔ کیا میں شکر گزار نہ بنوں۔

نا امید نہ ہو

انسان کو چاہیئے کہ مایوس نہ ہووے۔ گناہوں کا حملہ سخت ہوتا ہے اور اصلاح مشکل نظر آتی ہے مگر گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو بڑے گنہگار ہیں۔ نفس ہم پر غالب ہے ہم کیونکر نیکو کار ہو سکتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیئے کہ مومن کبھی نا امید نہیں ہوتا۔ خدا کی رحمت سے نا امید ہونیوالا شیطان ہے اور کوئی نہیں۔ مومن کو کبھی بزدل نہیں ہونا چاہیئے۔ گو کیسا ہی گناہ سے مغلوب ہو پھر بھی خدا تعالیٰ نے انسان میں ایک ایسی قدرت رکھی ہے کہ وہ بہر حال گناہ پر غالب آہی جاتا ہے۔ انسان میں گناہ سوز قوت خدا نے رکھی ہے جو اس کی فطرت میں موجود ہے۔

ایک لطیف تمثیل

دیکھو۔ پانی کو کیسا ہی گرم کیا جائے ایسا سخت گرم کیا جائے کہ جس چیز پر ڈالیں وہ چیز بھی جل جائے پھر بھی اگر اس کو آگ پر ڈالو تو وہ آگ کو بجھا دیگا کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھ دی ہے کہ وہ آگ کو بجھا دیوے۔ ایسا ہی انسان کیسا ہی گناہ میں ملوث ہو اور کیسا ہی بدکاری میں غرق ہو پھر بھی اس میں یہ طاقت موجود ہے کہ وہ معاصی کی آگ کو بجھا سکتا ہے۔ اگر یہ بات انسان میں نہ ہوتی تو پھر وہ مکلف نہ ہوتا بلکہ پیغمبر رسول کا آنا بھی پھر غیر ضروری ہوتا مگر در اصل فطرتِ انسانی پاک ہے اور جیسا کہ جسم کے لئے بھوک اور پیاس ہے تو کھانا اور پینا بھی آخر میسر آجاتا ہے۔ انسان کے واسطے دم لینے کے واسطے ہوا کی ضرورت ہے تو وہ موجود ہے اور جسم کے لئے جس قدر سامان ضروری ہیں جبکہ وہ سب مہیا کر دیئے جاتے ہیں تو پھر روح کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ کیوں مہیا نہ ہوں گی۔ خدا تعالیٰ رحیم، غفور اور ستار ہے، اس نے روحانی بچاؤ کے واسطے بھی تمام سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ روحانی پانی کو تلاش کرے تو وہ اسے ضرور پالے گا۔ اور روحانی روٹی کو ڈھونڈے تو وہ اُسے ضرور دی جائے گی جیسا کہ ظاہری قانون قدرت ہے ویسا ہی باطن میں بھی قانونِ قدرت ہے۔ لیکن تلاش شرط ہے۔ جو تلاش کرے گا وہ ضرور پالے گا۔ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں جو شخص سعی کریگا

خدا تعالیٰ اس سے ضرور راضی ہو جائے گا۔

آفتاب نکل آیا ہے

یہ آخری زمانہ تھا اور تاریکی سے بھرا ہوا تھا۔ اس زمانہ کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اس زمانہ میں ایک آفتاب نکلے گا۔ مولوی لوگوں کو دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانہ میں تقویٰ کی کیا حالت ہو رہی ہے ایک آدمی نے چار روپے کے زیور کے پیچھے ایک بچے کو قتل کر دیا تھا۔ ان مولویوں سے جو ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں کوئی یہ پوچھے کہ کیا ہم کلمہ نہیں پڑھتے پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے نزدیک ہم ہندو عیسائی وغیرہ ہر ایک سے بدتر ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مولوی لوگ طمع نفسانی کے بندے ہیں۔ ایک شخص نے مجھے خوب کہا تھا کہ ان مولویوں کا خاموش کرانا کیا مشکل تھا آپ ان سب کو بلا کر دو دو روپے دیدیتے تو سب خاموش ہو جاتے اور کوئی بھی آپ کی مخالفت نہ کر سکتا۔ میں نے کہا کہ ہم نے تو ان لوگوں کے تقوےٰ پر بھروسہ کیا تھا۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ ایسے نفسانی بندے نکلیں گے۔ یہ تو منبروں پر کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے کہ موسیٰ کہاں اور عیسیٰ کہاں۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ باوجود ایسے خطبے پڑھنے اور سنانے کے یہ وفاتِ مسیح پر ایسے مشتعل ہوں گے کہ گویا تمام دار و مدار اسلام کا حضرت عیسیٰ کی زندگی پر ہے۔

ہلاکتِ شیطان کا وقت ہے

لیکن یہ لوگ جو چاہیں سو کریں اب تو خدا تعالےٰ کا ارادہ ہو چکا ہے کہ شیطان کو ہلاک کر دے شیطان کی یہ آخری جنگ ہے اور وہ ضرور ہلاک ہو گا۔ وہ ضرور قتل کیا جائے گا۔ شیطان نے بھی حیاتِ مسیح میں پناہ لی ہے مگر وفاتِ مسیح کے ثبوت کے ساتھ ہی شیطان بھی ہلاک ہو جائے گا۔

...... مگر خدا کے مسیح کے ساتھ ملائک اور راستباز لوگ جمع ہو رہے ہیں اور اسلام کی مخالفت میں ہر طرح کا زور دکھایا جا رہا ہے ......

....

....

یہ نفخ صُور کا وقت ہے

کیا پہلے سے نہیں کہا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں ایک قرنا آسمان سے پھونکی جائے گی، کیا وحی خدا کی آواز نہیں۔ انبیاء جو آتے ہیں وہ "قرنا" کا حکم رکھتے ہیں۔ نفخ صُور سے یہی مراد تھی کہ اس وقت ایک مامور کو بھیجا جائے گا۔ وہ سُنا دے گا کہ اب تمہارا وقت آ گیا ہے کون کسی کو درست کر سکتا ہے جب تک کہ خدا درست نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ایک قوتِ جاذبہ عطا کرتا ہے کہ لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ خدا کے کام کبھی حبط نہیں جاتے۔ ایک قدرتی کشش کام کر دکھائے گی۔ اب وہ وقت آ گیا ہے جس کی خبر تمام انبیاء ابتداء سے دیتے چلے آئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کا وقت قریب ہے۔ اس سے ڈرو اور توبہ کرو +

تبرکات

نوجوانانِ جماعت کے نام ایک مقدس اور ابدی پیغام

لوحُ الہُدیٰ

(حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم سے۔)

"خوب یاد رکھو! کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان کے اثر بڑے ہوتے ہیں۔ پس اس میں لکھی ہوئی کوئی بات چھوٹی نہ سمجھو۔ اور ہر ایک بات پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ تھوڑے ہی دن میں اپنے اندر تبدیلی محسوس کرو گے۔ اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اپنے آپ میں اس کام کی اہلیت پیدا ہوتی دیکھو گے جو ایک دن تمہارے سپرد ہونے والا ہے"

اے نوجوانانِ جماعتِ احمدیہ!

ہر قوم کی زندگی اُس کے نوجوانوں سے وابستہ ہے کس قدر ہی محنت سے کوئی کام چلایا جائے اگر آگے اسکے جاری رکھنے والے لوگ نہ ہوں تو سب محنت غارت جاتی ہے اور اس کام کا انجام ناکامی ہوتا ہے۔ گو ہمارا سلسلہ روحانی ہے مگر چونکہ مذکورہ بالا قانون بھی الٰہی ہے اسلئے وہ بھی اس کی زد سے بچ نہیں سکتا پس اس کا خیال رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہم پر واجب ہے کہ آپ لوگوں کو ان فرائض پر آگاہ کر دیں جو آپ پر عائد ہونے والے ہیں۔ اور ان راہوں سے واقف کر دیں جن پر چل کر آپ منزلِ مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔ اور آپ پر فرض ہے کہ آپ گوشِ ہوش سے ہماری باتوں کو سُنیں اور ان پر عمل کرنیکی کوشش کریں تا خدا تعالیٰ کی طرف سے جو امانت ہم لوگوں کے سپرد ہوئی ہے اس کے کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق ہمیں بھی اور آپ لوگوں کو بھی ملے۔ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے مَیں نے مندرجہ ذیل نظم لکھی ہے جس میں حتی الوسع وہ تمام نصیحتیں جمع کر دی ہیں جن پر عمل کرنا سلسلہ کی ترقی کے لئے ضروری ہے گو نظم میں اختصار ہوتا ہے مگر یہ اختصار ہی میرے مدعا کے لئے مفید ہے۔ کیونکہ اگر رسالہ لکھا جاتا تو اس کو بار بار پڑھنا وقت چاہتا جو ہر شخص کو میسر نہ ہو سکتا۔ مگر نظم میں لمبا مضمون تھوڑی عبارت میں آجانے کے باعث

ہر ایک شخص آسانی سے اس کا روزانہ مطالعہ بھی کر سکتا ہے اور اس کو ایسی جگہ بھی لٹکا سکتا ہے جہاں اس کی نظر اکثر اوقات پڑتی رہے۔ اور اس طرح اپنی یاد کو تازہ رکھ سکتا ہے۔ خوب یاد رکھو؟ کہ بعض باتیں چھوٹی معلوم ہوتی ہیں مگر ان کے اثر بڑے ہوتے ہیں۔ پس اس میں لکھی ہوئی کوئی بات چھوٹی نہ سمجھو اور ہر ایک بات پر عمل کرنے کی کوشش کرو تھوڑے ہی دن میں اپنے اندر تبدیلی محسوس کرو گے اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اپنے آپ میں اس کام کی اہلیت پیدا ہوتی دیکھو گے جو ایک دن تمہارے سپرد ہونے والا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارا یہی فرض نہیں کہ اپنی اصلاح کرو بلکہ یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بعد میں آنے والی نسلوں کی بھی اصلاح کی فکر رکھو اور ان کو نصیحت کرو کہ وہ اگلوں کی فکر رکھیں اور اسی طرح یہ سلسلہ اداء امانت کا ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتا چلا جاوے تا کہ یہ دریائے فیض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا ہے ہمیشہ جاری رہے اور ہم اس کام کے پورا کرنیوالے ہوں جس کے لئے آدم اور اس کی اولاد پیدا کی گئی ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اللّٰھم آمین

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

نظم

۱ نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع مرا پیغام نہ ہو

۲ چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تا کہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو

(۳) جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑیگا سب بار
سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

(۴) خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

(۵) دل میں ہو سوز تو آنکھوں سے رواں ہوں آنسو
تم میں اسلام کا ہو مغز فقط نام نہ ہو

۶ سر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پہ کبھی دشنام نہ ہو

۷ خیر اندیشیٔ احباب رہے مدِ نظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمام نہ ہو

---

(۳) جبتک انسان کسی کام کا عادی اپنے آپکو نہ بنالے اسکا کرنا دوبھر ہو جاتا ہے پس یہ غلط خیال ہے کہ جب فرصت ادا کی پڑیگی دیکھا جائیگا آج ہی سے اپنے آپ میں خدمتِ دین کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

(۴) کبھی خدمتِ دین کر کے اس پر فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ خدا کا فضل ہوتا ہے کہ وہ کسی کو خدمتِ دین کی توفیق دے نہ بندہ کا احسان کہ وہ خدمتِ دین کرتا ہے۔ اور یہ تو حد درجہ کی بے وقوفی ہے کہ خدمتِ دین کر کے کسی بندہ پر احسان رکھے یا اس سے کسی خاص سلوک کی امید رکھے۔

(۵) اس زمانہ کا اثر اس قسم کا ہے کہ لوگ اللہ تعالےٰ کے سامنے عجز و نیاز کرنے کو بھی وضع کے خلاف سمجھتے ہیں اور خدا کے حضور میں ماتھے کا خاک آلودہ ہونا بھی انہیں ذلت معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس کے حضور میں تذلل ہی اصل عزت ہے۔

(۸) چھوڑ دو حرص کرو زہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو

۹ رغبت دل سے ہو پابندِ نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصہ احکام نہ ہو

(۱۰) مال ہو پاس تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ
فکرِ مسکین رہے تم کو غمِ ایام نہ ہو

(۱۱) حُسن اس کا کبھی کھلتا نہیں یہ یاد رہے
دوشِ مسلم پہ اگر چادرِ احرام نہ ہو

(۱۲) عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

---

(۸) اس زمانہ میں مادی ترقی کے اثر سے روپے کی محبت بہت بڑھ گئی ہے اور لوگوں کو ہر ایک معاملہ میں روپے کا خیال زیادہ رہتا ہے۔ روپیہ کمانا بُرا نہیں لیکن اسکی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کے ساتھ مل کر نہیں رہ سکتی۔ جو شخص رات دن اپنی تنخواہ کی زیادتی اور آمد کی ترقی کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کو خدا تعالیٰ کے قرب کے حاصل کرنے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا موقع کب مل سکتا ہے۔ مومن کا دل قانع ہونا چاہیئے۔ ایک حد تک کوشش کرے پھر جو کچھ ملتا ہے اس پر خوش ہو کر خدا تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرے۔ اس بڑھتی ہوئی حرص کا نتیجہ اب یہ نکل رہا ہے کہ لوگ خدمتِ دین کی طرف بھی پوری توجہ نہیں کر سکتے اور دینی کاموں کے متعلق بھی انکا یہی سوال رہتا ہے کہ ہمیں کیا ملیگا۔ اور مقابلہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر فلاں دنیا کا کام کریں تو یہ ملتا ہے' اس دینی کام میں پڑ ملتا ہے ہمارا کس میں فائدہ ہے۔ گویا وہ دینی کام کسی کا ذاتی کام ہے جس کے بدلہ میں یہ معاوضہ کے خواہاں ہیں۔ حالانکہ وہ کام ان کا بھی کام ہے اور جو کچھ ان کو مل جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ہے اور اس مال کی محبت کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا کا امن اُٹھ رہا ہے۔ ضروریات ایسی شے ہیں کہ انکو جس قدر بڑھاؤ بڑھتی جاتی ہیں پس قناعت کی حد بندی توڑ کر پھر کوئی جگہ نہیں رہتی جہاں انسان قدم ٹکا سکے۔ کروڑوں کے مالک بھی تنگی کے شاکی نظر آتے ہیں۔ جبکہ ان سے قناعت گئی اور مال کی محبت اس کے دل میں پیدا ہوئی

وہ خود بھی دُکھ میں رہتا ہے اور دوسروں کو بھی دُکھ دیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تو اس کا تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔

(۱۰) فکرِ مسکین رہے یعنی یہ غم نہ ہو کہ اگر غریب کی مدد کریں گے تو ہمارا روپیہ کم ہو جائیگا پھر ضرورت کے وقت کیا کرینگے۔ جو اس وقت محتاج ہے اس کی دستگیری کرو اور آئندہ ضروریات کو خدا پر چھوڑ دو۔

(۱۱) حج ایک نہایت ضروری فرض ہے نئی تعلیم کے دلدادہ اس کی طرف سے بہت غافل ہیں حالانکہ اسلام کی ترقی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ طاقتِ حج سے یہ مراد نہیں کہ کروڑوں روپیہ پاس ہو۔ ایک معمولی حیثیت کا آدمی بھی اگر اخلاص سے کام لے تو حج کے سامان مہیا کر سکتا ہے۔

(۱۲) نماز کے علاوہ ایک جگہ بیٹھ کر تسبیح و تحمید و تکبیر کرنا یا کاموں سے فراغت کے وقت تسبیح و تحمید و تکبیر کرنا دل کو روشن کر دیتا ہے۔ اس میں آجکل لوگ بہت سستی کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روحانی صفائی بھی حاصل نہیں ہوتی۔ نمازوں کے پہلے یا بعد اس کا خاص موقع ہے۔

(۱۳) عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیرِّ الہام نہ ہو

(۱۴) جو صداقت بھی ہو تم شوق سے مانو اسکو
علم کے نام سے پر تابع اوہام نہ ہو

(۱۳) ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ مذہب کو سچا سمجھ کر مانے یونہی اگر سچے دین کو بھی مان لیا جائے تو کچھ فائدہ نہیں لیکن جب پوری طرح یقین کرکے ایک بات کو مانا جائے تو پھر کسی کا حق نہیں کہ اس کی تفصیلات اگر اس کی عقل کے مطابق نہ ہوں تو ان پر حجت کرے۔ روحانیات کا سلسلہ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے قائم ہے پس عقل اور مذہب کا مقابلہ نہیں بلکہ عقل کو مذہب پر حاکم بنانے سے یہ مطلب ہوگا کہ آیا ہماری عقل زیادہ معتبر ہے یا خدا تعالیٰ کا علم نعوذ باللہ من ذالک۔ ہاں یہ بات دریافت کرنی بھی ضروری ہے کہ جس چیز کو ہم مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ مذہب کا حصہ ہے بھی یا نہیں۔

(۱۴) آجکل یورپ سے جو آواز آئے اور وہ کسی فلاسفر اور سائنسدان کی طرف منسوب ہو تو جھٹ اس کا نام علم رکھ لیا جاتا ہے اور اس کے خلاف کہنے والوں کو علم کا دشمن کہا جاتا ہے یہ نادانی ہے۔ جو بات مشاہدہ سے ثابت ہو اس کا انکار کرنا جہالت ہے لیکن بلا ثبوت صرف بعض فلسفیوں کی تھیوریوں کو علم سمجھ کر قبول کرنا بھی کم عقلی ہے۔ اس وقت بہت سے یورپ کے نو ایجاد علوم قیاسات (تھیوریوں) سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتے۔ ان کے اجزا ثابت ہیں۔ لیکن انکو ملا کر جو نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ بالکل غلط ہوتا ہے لیکن علومِ جدیدہ کے شیدائی اس امر پر غور کئے بغیر ان وہموں کی اتباع کرنے لگ جاتے ہیں۔

۱۵ دشمنی ہو نہ محبانِ محمدؐ سے تمہیں،
جو معاند ہیں تمہیں ان سے کوئی کام نہ ہو

(۱۶) امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانیٔ حکام نہ ہو

۱۷ اپنی اس عمر کو اک نعمتِ عظمےٰ سمجھو،
بعد میں تاکہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو

(۱۸) حسن ہر رنگ میں اچھا ہے مگر خیال رہے
دانہ سمجھے ہو جسے تم وہ کہیں دام نہ ہو

(۱۹) تم مدبر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو
ہم نہ خوش ہونگے کبھی تم میں گر اسلام نہ ہو

(۱۶) مومن کا فرض ہے کہ بجائے حقارت اور نفرت سے کام لینے کے محبت سے کام لے اور امن کو پھیلائے۔ مومن کا وطن سب دنیا ہے۔ اس سے جہاں تک ممکن ہو تمام فرقوں میں جائز طور پر صلح کرانے کی کوشش کرے اور قانون کی پابندی کرے۔

(۱۸) اچھی بات خواہ دین کے متعلق ہو خواہ دنیا کے متعلق اچھی ہی ہوتی ہے مگر بہت دفعہ بُری باتیں اچھی شکل میں پیش کی جاتی ہیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ انگریزی کی مثل Every Thing Glithers is not Gold ہے۔

(۱۹) دنیاوی ترقی کے ساتھ اگر دین نہیں تو ہمیں کچھ خوشی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر یہ اصل مقصد ہوتی تو پھر ہمیں اسلام اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر مسیحیت جو اس وقت ہر قسم کے دنیاوی سامان رکھتی ہے اسی کو کیوں نہ قبول کر لیتے۔

(۲۰) سلف رسپکٹ کا بھی خیال رکھو تم بیشک
یہ نہ ہو پر کہ کسی شخص کا اکرام نہ ہو

(۲۱) عُسر ہو یُسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو
کچھ بھی ہو بند مگر دعوتِ اسلام نہ ہو

(۲۲) تم نے دنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا
نفسِ وحشی و جفا کیش اگر رام نہ ہو

(۲۳) منّ و احسان سے اعمال کو کرنا نہ خراب
رشتۂ وصل کہیں قطعِ سرِ بام نہ ہو

(۲۴) بھولیومت کہ نزاکت ہے نصیبِ نسواں
مرد وہ ہے جو جفاکش ہو گل اندام نہ ہو

(۲۵) شکلِ مے دیکھ کے گرنا نہ مگس کی مانند
دیکھ لینا کہ کہیں دُردِ تہِ جام نہ ہو

---

(۲۰) آجکل لوگ سلف رسپکٹ کے نام سے بزرگوں کا ادب چھوڑ بیٹھے ہیں حالانکہ صحیح تربیت کے لئے ادب کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ اگر ادب نہ ہو تو تربیت بھی درست نہیں ہو سکتی۔ سلف رسپکٹ کے تو یہ معنی ہیں کہ انسان کمینہ نہ بنے نہ کہ بے ادب ہو جائے۔

(۲۱) کسی زمانہ، کسی وقت، کسی حالت میں اسلام کی تبلیغ کو نہ چھوڑو۔ ایک دفعہ اس کے خطرناک نتائج دیکھ چکے ہو۔ نہ تنگی تمہاری کوششوں کو سست کرے کہ ہر تکلیف سے نجات اسی کام سے وابستہ ہے اور نہ ترقی تم کو سست کر دے۔ کیونکہ جب تک ایک آدمی بھی اسلام سے باہر ہے تمہارا فرض ادا نہیں ہوا اور ممکن ہے کہ وہ ایک آدمی کفر کا بیج بن کر ایک درخت اور درخت سے جنگل بن جائے۔

(۲۲) سب سے پہلا فرض اصلاحِ نفس ہے۔ اگر اس کے ظلم ہوتے رہیں اور ان کی اصلاح نہ ہو تو دوسروں کی اصلاح تم کو اس قدر نفع نہیں پہنچا سکتی۔

(۲۳) انسان نیکی کرتے کرتے کبھی خدا تعالےٰ کا پیارا بننے والا ہوتا ہے کہ احسان جتا کر پھر وہیں آگرتا ہے جہاں سے ترقی شروع کی تھی۔ اور چوٹی پر پہنچ کر گر جاتا ہے۔ اس کی ہمیشہ احتیاط رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ محنت جو ضائع ہو جاتی ہے حوصلہ کو پست کر دیتی ہے۔

(۲۴) صفائی اچھی چیز ہے مگر نازک بدنی اور جسم کے سنگار میں مشغول رہنا اور حُسنِ ظاہری کی فکر میں رہنا یہ مرد کا کام نہیں۔ عورتوں کو خدا تعالیٰ نے اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ علاوہ دوسرے فرائض کی ادائیگی کے جو بحیثیت انسان ہونے کے ان کے ذمہ ہیں مرد کی اس خواہش کو بھی پورا کریں۔ مرد کے ذمہ جو کام لگائے گئے ہیں وہ جفاکشی اور محنت کی برداشت کی عادت چاہتے ہیں۔ پس جسم کو سختی برداشت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور چونکہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اسلئے زینت اور سنگار میں اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

(۲۵) جس طرح بُری چیز اچھی شکل میں پیش ہو جائے (بقیہ صفحہ ۲۷ پر)

(۲۶) یاد رکھنا کہ کبھی بھی نہیں پاتا عزّت
یار کی راہ میں جبتک کوئی بدنام نہ ہو

۲۷ کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دُور
اے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو

۲۸ گامزن ہوگے رہِ صدق و وفا پر گر تم
کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو

(۲۹) حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رسوا و خراب
پیارو آموختہ درسِ وفا خام نہ ہو

تو دھوکہ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح کبھی اچھی کے اندر بُری مل جاتی ہے اور اس کے اثر کو خراب کر دیتی ہے۔ پس ہر ایک کام کو کرتے وقت اور ہر ایک خیال کو قبول کرتے وقت یہ بھی سوچ لینا چاہیئے کہ اس کا کوئی پہلو بُرا تو نہیں۔ اگر مخفی طور پر اس میں بُرائی ملی ہوئی ہو تو اس سے بچنا چاہیئے۔

(۲۶) بعض لوگ دینی کاموں میں حصّہ لینے سے اس خیال سے ڈرتے ہیں کہ لوگ بُرا کہیں گے یا ہنسی کریں گے حالانکہ خدا تعالیٰ کی راہ میں بدنام ہونا ہی اصل عزّت ہے اور کبھی کسی نے دینی عزّت حاصل نہیں کی جب تک دنیا میں پاگل اور قابلِ ہنسی نہیں سمجھا گیا۔

(۲۹) یعنی جو کچھ دین کی محبت اور خدا تعالیٰ سے عشق کے متعلق ہم سے سیکھ چکے ہو اس کو خوب یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سبق کچا رہے اور قیامت کے دن سُنا نہ سکو اور ہمیں جنہیں اس سبق کے پڑھانے کا کام سپرد کیا گیا ہے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ دوسروں کے شاگرد فر فر سُنا جاویں اور تم یونہی رہ جاؤ۔

۳۰ ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

۳۱ میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو

۳۲
ظلمتِ رنج و غم و درد سے محفوظ رہو
مہرِ انوار درخشندہ رہے شام نہ ہو

خاکسار
مرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

کیونکر غبارِ حزن یہاں چھا گیا ہے آج
ماہِ منیر کس لئے گہنا گیا ہے آج
مَیں پوچھتا ہوں کیوں ہے اُداسی بپا رہو
کیا بادشاہِ قوم کوئی چل بسا ہے آج
(راشد چودھری)

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

شیخ کبیر مُرد

۱۳۸۶ھ

چودھویں کا چاند ہے پر چاندنی
خالق الانوار نے جب ماند کی
قدرتِ ثانی کا یارب ہو نزول
سب جماعت کی دعائیں کر قبول
ہو چکا ہے ثُلَّةٌ مِنَ الاوّلین
اور اب ہے ثُلَّةٌ مِنَ الآخرین
بے امامت کے تو رہ سکتے نہیں
صدمۂ فرقت تو سہہ سکتے نہیں
حافظ و ناصر خدائے پاک ہو
جلوۂ نُورِ شہِ لولاک ہو
پڑھتے ہیں اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
تَائِبُوْنَ وَآئِبُوْنَ وَحَامِدُوْن
ناصرِ دینِ محمد کی طلب
قدرتِ ثانی کا ثالث منتخب

شیرازۂ قومی کیونکر قائم رہے؟

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

برادرانِ ملّت! ہم کیا تھے؟ ہم کچھ بھی نہ تھے۔ ہماری حالت نہایت زار تھی۔ ہم کمزور تھے، ہم ضعیف تھے، دینِ اسلام سے ناواقف تھے یا کم از کم اس کے لئے عملی روح نہیں رکھتے تھے۔ ایک مسیحا آیا اس نے ہمارے درد کا درماں کیا۔ ہماری امراض کا علاج بڑی محبت سے فرمایا۔ ہم کو شفاء نصیب ہوئی اور ہم بھی دنیا میں کچھ کرنے کے قابل ہوئے۔ جس حال سے ہم اس حال میں آئے وہ واقعی ایک کرامت ہے، ایک معجزہ ہے۔ مُردے دنیا میں زندہ نہیں ہوتے مگر ہم مُردہ تھے مسیح کے طفیل زندہ ہو گئے اور زندہ قوموں میں شمار ہونے لگے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اب کیا اے برادرانِ قوم ہماری ترقی کا انتہاء یہی تھا اور کیا ہم اپنی زندگی کو قائم رکھنے اور اس کو نافع للناس بنانے کے لئے کسی محنت، ایثار، قربانی کے محتاج نہیں؟ اور کیا ہمارا فرض یہیں تک ختم ہو جاتا ہے کہ ہم نے ایک مسیح کے ہاتھ پر بیعت کر لی؟ ہرگز نہیں۔ میرے نزدیک شیرازۂ قومی کو مضبوط رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب ایک جسم کے اعضاء کی طرح ایک ہوں۔ ہمارے ہر قول و فعل پر، حرکت و سکون میں، نشست و برخاست میں ایک یگانگت پائی جاوے۔

قادیان سے ایک آواز اُٹھے تو مالابار سے لیکر پشاور کی سرحد سے پرے تک اس آواز پر لبیک کہنے والی بہت سی روحیں ہوں۔ اس اتحاد و یگانگت کو جو ایک معجزہ ہے اور جس کو کوئی انسانی طاقت پیدا نہیں کر سکتی، بلکہ محض خدائی فعل ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے قائم رکھنے کے لئے چند اصولوں کا تتبع ضروری ہے جنہیں میں ذیل میں قلمبند کرتا ہوں:۔

اوّل۔ ہماری کوئی رائے حضرت مسیح موعودؑ کے قول یا تحریر یا عمل کے خلاف نہ ہو۔۔۔۔

دوم۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی آواز کو خلیفۃ المسیح کی آواز کے نیچے رکھیں اور بیرونجات کے اصحاب یقین رکھیں کہ حضور کا منشاء سمجھنے والے قادیان ہی کے السابقون الاوّلون من المهاجرین والانصار ہو سکتے ہیں۔ یہاں کے اخبار بددیانتی یا بدنیتی سے حضور کے منشاء کے خلاف لکھنے کی جرأت ہرگز نہیں کر سکتے۔ ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو خلیفۃ المسیح فوراً

اس پر نوٹس لیتے ہیں کیونکہ ہر ایک اخبار آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ الفضل کا اجراء اس غرض سے بھی ہوا تھا کہ جب کوئی امر من الخوف والا من پیش آئے تو خلیفۃ المسیح کی زبان بن کر گائڈ کرنے کے لئے ایک اخبار ضرور چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے جب کوئی مضمون لکھا جس میں جماعت کو کسی خاص روش پر چلنے کی تاکید ہو تو خلیفۃ المسیح کو دکھا کر اور ان سے تصدیق لکھوا کر شائع کیا۔ پس کبھی اس بارے میں بدگمانی نہیں چاہیئے اور جو کچھ لکھا جائے اسے حق سمجھا جائے۔ اور اگر کوئی ایسی بات ہو کہ سمجھ نہ آئے تو اخبار میں شور پھیلانے کی بجائے حضرت امیر سے براہِ راست دریافت کر لیا جائے۔

اور اس بات کو ہمیشہ زیرِ نظر رکھیں کہ اگر ذرا بھی تفرقہ پیدا ہوا تو ہماری ہوا بگڑ جائے گی اور پھر ہم سے زیادہ حرماں نصیب اور کوئی نہ ہوگا جو دنیا سے تو یوں گئے کہ ایک مامور پر ایمان لائے، دوسرے مسلمانوں سے یوں تعلقات منقطع کئے کہ نہ تو ان کے ساتھ مل کر عبادت کر سکتے ہیں نہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایک غیر احمدی خواہ کس قدر ہمارا دوست ہو اس کے ساتھ تعلقات ہوں، راز و نیاز کی نشست و برخاست ہو جونہی خالق کے حضور سرِ نیاز خم کرنے کا وقت آیا ہم الگ اور وہ الگ۔ نہ ان کے ساتھ رشتے کر سکتے ہیں کیونکہ غیر احمدی کو لڑکی دینا منع ہے۔

اب اگر ہم آپس میں بھی پورا اتحاد و اتفاق نہ رکھتے ہوں تو پھر سچ مچ ہم سے بدنصیب کوئی نہیں۔ اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہر وقت شیرازۂ قومی کو مستحکم رکھنے کی تدابیر سوچتے رہیں۔ برداشت کا مادہ اپنے اندر پیدا کریں۔ اگر ایک بھائی سے کچھ غلطی ہوتی ہے تو دوسرا اسے بنظرِ عفو دیکھے۔ اختلاف رائے تو بری بات نہیں مگر عام قومی معاملات میں ہماری تمام رائیں اپنے امام کے سامنے ختم ہو جانی چاہئیں۔ ہمیں ان کے حضور بڑھ بڑھ کر سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ در اصل ایک امام رکھنے والی جماعت کو تو بہت سی سہولتیں ہوتی ہیں۔ اس کے بہت سے کاموں کا بوجھ امیر کے سر پر ہوتا ہے۔ جب وہ کسی بات کو ضروری سمجھے گا تو خود اس کی تحریک فرمائے گا ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اس میں دخل دیں۔

حضرت اقدسؑ کے الہامات سے واضح ہے کہ آپؑ کو ایک پاک جماعت دی جائے گی۔ جس جماعت کو خدا نے اپنے فضل سے مسیح کی صحبت کے لئے انتخاب کیا وہ گندہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قادیان کے رہنے والوں کا

ادب، اُن کا احترام، اُن کی راؤں کی وقعت، اُن کے فہم کی برتری، احباب بیرونجات پر ضروری ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ

حضرت اقدسؑ نے بارہا فرمایا ہے کہ مجھے بعض اوقات یہ الہام ساری ساری رات ہوتا رہتا ہے کہ اِنِّیْ مَعَكَ وَمَعَ اَهْلِكَ۔ اور فرمایا کہ یہ الہام اتنی بار ہوا کہ میں گن بھی نہیں سکتا۔ پس جس امر پر اہل مسیح موعودؑ کا اجماع ہو جائے وہ بھی حق ہے۔ اور اس کے خلاف آواز اٹھانا ٹھیک نہیں۔ یہ چند باتیں ایسی ہیں کہ ان کو مدنظر رکھنے سے ہم بہت سے مناقشات و تضیعِ اوقات سے بچ سکتے ہیں۔

ع کافی ہے ماننے کو اگر اہل کوئی ہے!

(الفضل ۲ر ستمبر ۱۹۱۳ء)

"خالد" کی توسیع اشاعت میں کوشاں رہنا ہر خادم کا فرض ہے یہ انکا اپنا ترجمان ہے

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی ایک امانت اور ہمارا فرض

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ہمارا مقصد ساری دنیا میں اسلام پھیلانا ہے اور یہ بغیر قربانی کے نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہم اپنے اموال کی قربانی نہ کریں ..... اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

پس ہر وہ شخص جو تمام دنیا میں اسلام پھیلانے کا خواہش مند ہے اُسے نہ صرف تحریک جدید کا اپنا چندہ ادا کرنا چاہیئے بلکہ وہ لوگ جو ابھی تک اس عظیم الشان تحریک میں حصہ لینے سے محروم ہیں انہیں بھی اس ثواب میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

یاد رکھئے تحریک جدید ہمارے اولوالعزم امام سیدنا محمود رضی اللہ عنہ کی ہمارے پاس ایک امانت ہے اور اس امانت کی کماحقہ، حفاظت کرنا ہمارا فرض ——— پس اپنے فرض کو پہچانئے اور یہ مت خیال کیجئے کہ دفتر کی طرف سے آپ کو تحریک ہو گی تو آپ وعدہ بھجوائیں گے۔ بلکہ اب آپ کو چاہیئے کہ از خود ہی فوری طور پر اپنے وعدے بھجوا کر خدا تعالےٰ کے فضل کو جذب کرنے کی کوشش کریں۔

مہتمم تحریک جدید و وقف جدید
خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مکرم نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

انوارِ خلافت

بحمد اللہ کہ انوارِ خلافت کی ہے ارزانی
نگاہِ شوق کی خاطر ہوئی ہے جلوہ سامانی

خدائے ذو الجلال و ذو المنن کے اک کرشمے نے
سکینت سے بدل ڈالی ہر اک دل کی پریشانی

مقدر ہو اگر فتح و ظفر ایمان والوں کا
خدائے عرش کرتا ہے خلافت کی نگہبانی

نظر اس کی جس کو چاہے منتخب کر لے
کسی کے کام آسکتا نہیں زعمِ ہمہ دانی

مبارک حضرت ناصر، مبارک، صد مبارک
خلافت کی قبا ہے حاملِ منشائے یزدانی

تجھے معلوم ہیں اپنے کرم کی وسعتیں مولا!
مرا کیا ہے مجھے تو ہے خیالِ تنگ دامانی

نسیم اب ہاتفِ غیبی کی یہ آواز آتی ہے
"بہ جنبید از پئے کوشش کر از درگاہِ ربانی
زبہرِ ناصرِ دنیا و دینِ حق نصرت شود پیدا"

نونہالانِ احمدیت کے لئے لمحۂ فکریہ

(مکرم قاضی مبارک احمد صاحب)

یہ حادثہ عظیمہ جس سے جماعت احمدیہ کو چند ایام ہوئے دو چار ہونا پڑا ایک معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ ایسے حادثات پر قوموں کی زندگی اور بقا کا انحصار اور دار و مدار ہوتا ہے۔ ایسے ہی مواقع پر زندہ قومیں اتحاد و اتفاق کی لڑی میں منسلک ہو کر زندگی اور حیات کے نئے زینوں پر قدم رکھتے ہوئے اپنی منزلِ مقصود کی طرف بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔ ان کے سینے ایک غیر منقطع اور لافانی جذبہ ترقی اور سعی و عمل سے بھرپور ہو جاتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں یاس و ناامیدی نہیں بلکہ امید اور آس کے نئے ولولے اور نئی امنگیں کروٹیں لینے لگتی ہیں اور اس طرح وہ اس منزل کی طرف رواں دواں رہتی ہیں جس پر ان کی نظریں ایک دفعہ جم چکی ہوتی ہیں۔ وہ اپنے گوہرِ مقصود کی طرف اس طرح بڑھتی چلی جاتی ہیں کہ کوئی رکاوٹ ان کے لئے سدِ راہ بننے کی قوت نہیں رکھتی۔ وہ پنپتی ہیں، بڑھتی ہیں، پھلتی اور پھولتی ہیں اور دنیا پر محیط ہو جاتی ہیں۔ دوسری طرف وہ قومیں جن میں حقیقی زندگی نہیں بلکہ محض کسی ایک فرد سے منسلک ہو کر اس کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے ایک اُبال اور وقتی جوش پیدا ہوا ہوتا ہے افراد کے مٹنے کے ساتھ وہ بھی مٹ جاتی ہیں اور صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ایک ایسا سانحۂ روح فرسا تھا جو ایک طرف تو ہمارے دلوں کو چھلنی کر دینے کے لئے کافی تھا تو دوسری طرف ہماری آنکھیں اس حادثہ عظیمہ کی وجہ سے بے نور ہو رہی تھیں۔ وہ وجود جو ہمیں سب سے پیارا تھا ہم سے جدا ہو گیا۔ ہمارا محبوب و پیارا آقا ہم سے چھن چکا تھا۔ ہمارا عظیم راہنما اور غمگسار داغِ مفارقت دیکر ہمیں روتا اور بلبلاتا چھوڑ کر ہم سے کہیں دور حدِ نظر کے اُس پار روحانی لذائذ کی وادیوں اور جنّاتِ علیا کی نعمتوں میں روپوش ہو چکا تھا۔ ہماری آنکھیں دیکھنے کے باوجود بصارت سے محروم ہو رہی تھیں۔ ہمارے دل دھڑکنے کے باوجود مُردہ ہو رہے تھے۔ جسموں پر مُردنی چھا رہی تھی۔ ایک ایک گھڑی مصائب و مشکلات کے ایسے پہاڑ دکھائی دیتی تھی جن کا پھاندنا انسان کی طاقت سے بالا ہے۔ یہ سب کچھ تھا لیکن نورِ یقین سے پُر قلوب اور نورِ ایمان سے پُر ارواح آسمان سے ایک نئی تجلی کی منتظر تھیں۔ آسمان سے قدرتِ ثانیہ کے ایک نئے مظہر، مظہرِ ثالث کے لئے قلب و نظر فرشِ راہ کئے ہوئے تھیں۔ اتحاد و یگانگت کے شیدائی اور خلافت کے پروانے روح القدس کے ظہور کے لئے تڑپ رہے تھے۔ آخر وہی ہوا اُن کی گریہ و زاری قبول ہوئی۔ ان کی دعائیں بارگاہِ ایزدی سے رحمت کے بادل کو کھینچ لائیں۔ ان

کی آہیں ایک رحمتِ مجسّم کا پیغام بن کر لوٹیں اور دنیا نے وہ نظارہ دیکھا جس سے آنکھیں نا آشنا تھیں۔ دل بے تعلق تھے اور ارواح غیر مانوس۔

خدا تعالیٰ نے اس زندہ قوم پر اس کے اتحاد و اتفاق، اس کے ایمان و یقین، اس کی نیکی و تقویٰ، اس کی خدمتِ انسانی کے بدلے آسمان سے رحمت کی بارش نازل فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے اس قوم کو پھر "رجال فارس" میں سے ایک "رجل" کے ہاتھ پر جمع ہونے کی توفیق بخش دی جس قوم میں دشمن اختلاف و افتراق کے متمنی تھے وہ قوم مصیبت کی اس گھڑی میں گریہ و بکا کی بھٹی میں پڑ کر اپنے ایمان اور یقین کی بدولت ایسی کندن بن کر ظاہر ہوئی کہ اس کے اتحاد کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہونے لگیں اور دل حیران و ششدر رہ گئے اور دشمن بھی یہ پکار اُٹھا کہ ایسا اتفاق کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ معمولی اختلافات ہر قوم بلکہ ہر فرد میں رونما ہو سکتے ہیں لیکن اجتماعی طور پر یہ قوم افتراق و انشقاق سے بالا ثابت ہوئی۔ قومی اتحاد و اتفاق کی خاطر انہوں نے اپنے جذبات و احساسات کو کلیتہً خیرباد کہتے ہوئے فاصبحتم بنعمته اخواناً کا صحیح اور سچّا نمونہ پیش کیا اور اس طرح قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ اس کی وہ آنکھیں جو اندھی ہو رہی تھیں پھر نورِ بصارت و بصیرت سے مملوء نظر آنے لگیں۔ قلوب جو ناقابلِ برداشت اذیت اور تکلیف سے دوچار تھے۔ پھر سکون و اطمینان کے سانچے میں ڈھلنے لگے۔ ارواح جو انتہائی طور پر پریشان و مضطرب تھیں۔ پھر سکینت اور اطمینان کی وادیوں میں قدم رکھ رہی تھیں اور اس طرح ابتلاء کی اس گھڑی میں یہ قوم جس کی تباہی اور بربادی کا دشمن منتظر تھا اور جس کی سلامتی اور زندگی کے لئے دوست دعائیں مانگ رہا تھا، پھر ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر منصّۂ شہود پر آئی۔ جس کی قوت و طاقت میں رخنہ اندازی انسانی ہاتھوں کا کام نہیں۔

نونہالانِ جماعت! یہ تھا وہ حادثہ عظیمہ جس سے ہمارے بزرگ، ہمارے بچے اور ہم سب نوجوان دوچار ہوئے۔ یہ وہ سانحہ دلگداز تھا جس کے تصوّر سے ہی دل لرز اُٹھتے۔ روح کانپ اُٹھتی اور نظر بھک جاتی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنی رحمت اور فضل کی چادر میں لپیٹ لیا۔ ہمارے قلوب و ارواح کو اطمینان اور سکون سے بھر دیا اور ہمیں دکھ اور مصیبت کی گھڑی میں اس نے اپنی جناب سے ایک ایسا ہمدرد و غمگسار عطا فرمایا جس کے آتے ہی ہمارے دلوں سے رنج و الم کے بادل چھٹنے لگے اور ان کی جگہ امید و آس گھر کرنے لگی۔

قوم کو اس حادثہ سے دوچار ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ ابھی چند دن ہی گزرے ہیں۔ قوم اس صدمہ کی چوٹ تو برداشت کر چکی ہے لیکن اس کے اثر سے ابھی نڈھال ہے۔ دُکھ ختم ہو چکا ہے لیکن ابھی ٹیس باقی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جدائی کوئی معمولی امر نہیں تھا، اس کا زخم مندمل ہوتے ہوتے بھی وقت لے گا۔

نونہالانِ جماعت! اب یہ آپ کا کام ہے، اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے، اب یہ آپ کا فرض ہے کہ اس زخم پر پھایا رکھیں، ان زخمی قلوب کے لئے مرہم ثابت ہوں، اس ناسور کے لئے دوا بنیں۔

ہماری جماعت کے بزرگ اپنا کام کر چکے۔ اب انہیں سہارا اور مدد کی ضرورت ہے۔ وہ یہ سہارا اور مدد آپ ہی کے وجود سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ہماری قوم کے بچے ابھی راہنمائی اور ہدایت کے محتاج ہیں۔ اس راہنمائی اور ہدایت کے حصول کے لئے ان کی نظریں آپ پر جمی ہوئی ہیں۔ اے نونہالانِ جماعت! اس قوم کی مائیں، بہنیں، بیٹیاں اس سانحۂ روح فرسا کی چوٹ سہنے کے بعد آپ کی طرف نظریں اُٹھائے ہوئے ہیں۔ کیا آپ ان کا سہارا بنیں گے؟ یقیناً اور یقیناً۔ آپ ان بزرگوں کے بڑھاپے کا سہارا بننے کی طاقت رکھتے ہیں، ان بچوں کی ہدایت اور راہنمائی کا چارا بننے کی قوت رکھتے ہیں اور ان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے درد کا مداوا بننے کی ہمت رکھتے ہیں۔ صرف آپ کی قوتِ ارادی کی ضرورت ہے، آپ کے جوشِ عمل کی ضرورت ہے، آپ کی سعی اور جد و جہد کی ضرورت ہے۔

آپ اسلام کے شیدائی ہیں، آپ احمدیت کے فدائی ہیں۔ آپ مسلمان ہیں، آپ احمدی نوجوان ہیں، آپ حضرت محمد عربی فداہ ابی و امی و نفسی و روحی صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند ہیں۔ آپ نے مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تعلیم کی چھاتیوں سے علم کا دودھ پیا ہے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جد و جہد زندگی سے درسِ عمل لیا ہے۔ آپ میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی آج انسانیت کو ضرورت ہے۔ آج انسانیت ایک دوراہے پر کھڑی ہے۔ وہ تباہی اور بربادی کا راستہ بھی اختیار کر سکتی ہے اور مسرت اور خوش بختی کی وادیوں میں بھی پہنچ سکتی ہے۔ اسے صرف راہنمائی کی ضرورت ہے۔ اور اس راہنمائی اور ہدایت کا بوجھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں پر ڈالا ہے۔ کیا آپ اس حقیقت سے ناآشنا ہیں؟

کیا خدا تعالیٰ کسی نااہل کے سپرد بھی کبھی کوئی کام کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو ایک کام، ایک فرض، ایک ڈیوٹی سپرد کرے اور آپ اس کے کرنے کے قابل نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کا آپ کے سپرد یہ فریضہ کرنا اس امر پر دال ہے کہ آپ اسے سرانجام دینے کے اہل ہیں۔ صرف آپ کی سعی عمل کی ضرورت ہے، اپنی قوتوں اور طاقتوں کو جلا دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی ہمدردی اور اخوت و محبت کے جذبات کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ اتحاد و اتفاق کی شاہراہوں پر چلنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی احکام و اوامر کی بھٹی میں پڑ کر کندن بن کر نکلنے کی ضرورت ہے، ایک نمونہ بننے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ یہ کر لیں اور یقیناً آپ یہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو آپ محض کامیاب ہی نہیں بلکہ کامیاب ترین ثابت ہوں گے، کامیاب راہنما ثابت ہوں گے، کامیاب حامی و ناصر ثابت ہوں گے، ماؤں اور باپوں کا عصائے پیری ہوں گے، بہنوں اور بیٹیوں کا سہارا ہوں گے، بچوں کا آسرا ہوں گے، انسانیت کے ہمدرد ہوں گے اور اس کے درد کی دوا ہوں گے۔

یہ ہے وہ فریضہ جو خدا تعالیٰ نے آپ کے سپرد کیا ہے۔ آپ نے ایک عہد کی تجدید کی ہے، ایک نیا عہد استوار کیا ہے۔ آپ نے حضرت فضلِ عمرؓ کی زندگی سے

ایک سبق حاصل کیا۔ اب اس سبق کو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔ آج فضل عمرؓ کے نائب کی نظریں آپ کی جانب اُٹھ رہی ہیں۔ آپ نے ان کے ہاتھ پر ایک عہد باندھا ہے، خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر باندھا ہے۔ آپ کے ذریعہ ایک نئی زمین کی بنیاد رکھی جا رہی ہے، ایک نیا آسمان بنایا جا رہا ہے۔ آپ نے اب یہ ثابت کرنا ہے کہ آپ نے جو عہد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر باندھا ہے آپ اس کے واقعی اہل ہیں اور آپ اس پر عمل کر کے دکھا دیں گے۔ آپ نے اب یہ ثابت کرنا ہے کہ واقعی آپ اس نئے آسمان اور نئی زمین کی تعمیر نو کی طاقت و قوت رکھتے ہیں جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمرؓ نے جس کی بنیادوں کو مضبوط بناتے ہوئے اس کی عمارت کی تعمیر شروع کی۔

اب آپ نے یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ اعتماد جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی ذات سے وابستہ کیا ہے آپ اس کے اہل ہیں اور عملی گواہ ہیں کہ وہ اعتماد غلط افراد سے وابستہ نہیں کیا گیا۔ آپ نے اب یہ دکھا دینا ہے کہ آپ حضرت فضل عمرؓ کے نمونہ کو نہ بھولے ہیں اور نہ بھول ہی سکتے ہیں بلکہ اس نمونہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست و بازو ہیں۔ آپ نے یہ سب کچھ کرنا ہے۔ اگر آپ نے یہ سب کچھ کیا اور یقیناً آپ اس کے کرنے کے اہل ہیں تو انسانیت آپ پر فخر کرے گی، دین متین کے نام لیوا آپ پر فخر کریں گے، خدا تعالیٰ کے مسیحؑ آپ پر فخر کریں گے، خدا تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر فخر فرمائے گا، آسمان پر فرشتے آپ کی سعی اور فرض شناسی پر ناز کریں گے اور خود حضرت باری تعالیٰ آپ کی سعی و جہد اور وفائے عہد پر ناز کرے گا۔ خوشا نصیب!

کیا آپ کو ایسا بننا منظور ہے؟ مجھے یقین ہے کہ ضرور آپ ایسا ہی کریں گے۔ پھر آگے بڑھیں کہ میدانِ عمل آپ کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔
جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

خالد کے
خریداروں کی توجہ کے لئے

ماہنامہ خالد ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو سپردِ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو وہ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک مینیجر کو اطلاع دے تاکہ اسے دوبارہ رسالہ بھجوایا جا سکے۔ یہ امر یاد رکھئے کہ خط لکھتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ارشاد میں مشکل ہوگی۔

(مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ایک پیشگوئی بھارت سے متعلق

"اگر مشرق اور مغرب کی تمام طاقتیں بھی بھارت کی مدد کریں تو وہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں ہار جاتا ہوا ہوگا"

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

بھارتی حکومت اسلام اور اسلام کے علمبرداروں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلی ہوئی ہے۔ اسی زعمِ باطل میں اس نے سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور جماعت احمدیہ کے بہت سے افراد کو مشرقی پنجاب سے ہجرت پر مجبور کر دیا اور بعد ازاں ایک لمبے عرصہ تک بیرونی طاقتوں سے گٹھ جوڑ کرکے بالآخر مملکتِ پاکستان پر حملہ کر دیا جس میں اسے شکست فاش ہوئی اور خدا تعالیٰ کی آسمانی فوجوں نے اسکے عزائم کو پارہ پارہ اور سازش کو پاش پاش کر دیا۔ اس عبرتناک شکست کے بعد اب وہ دوبارہ اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لئے اُٹھ رہا ہے جو اس کی انتہائی بدقسمتی اور ذہنی دیوالیہ پن کی علامت ہے۔ سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے آج سے پندرہ سال پیشتر یہ فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد دشمنانِ حق و صداقت خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا شکار ہو جائیں گے اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"شاید تم میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہوں کہ خلیفہ بیمار رہتا ہے اور بڈھا بھی ہو گیا ہے اب شاید وہ جلد ہی مر جائے گا پھر ... ہمارا کیا حال ہوگا۔ میں ایسے لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ اردو کا محاورہ ہے کہ "ہاتھی زندہ لاکھ کا اور مُردہ سوا لاکھ کا"۔ ہم وہ لوگ ہیں جو مر کر زیادہ طاقتور ہوا کرتے ہیں۔ ہماری زندگی میں خدا تعالیٰ ہمارے دشمن کو بالعموم محفوظ رکھتا ہے کیونکہ وہ ارحم الراحمین ہے لیکن ہماری موت کے بعد وہ ہمارے لئے اپنی غیرت دکھاتا ہے جس کے مقابلہ میں کسی قریب ترین عزیز عاشق کی غیرت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔" (الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۵ کالم ۲)

اس اجمال کی تفصیل ہمیں حضور کے کئی خطبات میں ملتی ہے۔ مثلاً حضور نے ۹ جنوری ۱۹۵۹ء کو ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

"جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ

جماعت ہے۔ "پرتاپ" جس حکومت کے کھونٹے پر ناچ رہا ہے اس کی گردن بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس طرح ایک کمزور سے کمزور انسان کی گردن ..... اس کا ملک یقیناً خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں شکست کھائے گا جیسے کہ انہیں فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا تھا تو کیا وہ جیت گیا تھا؟ جیتے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی تھے اور شکست فرعون کو ہی نصیب ہوئی۔ اسی طرح اگر بھارت پرتاپ کے کہنے پر خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے کے لئے تیار ہو گیا تو اُسے اُس کے مقابلہ میں حقیر چوہے کی طرح گرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے.....

ہندوستان کی آبادی گو ۴۰ کروڑ کی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ بھی اس ساری آبادی پر غالب آسکتا ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ فرشتوں کی فوجیں نازل نہ کرے صرف ایک فرشتہ ہی اُتار دے تو وہ بھارت کو غارت کر دے گا۔ عاد اور ثمود کی عظیم قومیں خدا تعالیٰ کی جماعتوں سے ٹکرائیں تو کیا وہ قائم رہیں؟ خدا تعالیٰ نے انہیں تباہ کر کے رکھ دیا پھر بھارت کی خدا تعالیٰ کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے۔ اگر اُس نے سر اٹھایا تو اُس کا حشر بھی عاد اور ثمود کا سا ہو گا..... خدا تعالیٰ کے غضب سے صرف ایک ہی چیز بچا سکتی ہے اور وہ استغفار اور ظلم سے اجتناب کرنا ہے۔ اگر ہندوستان کو یہ خیال ہے کہ اس کے ساتھ بڑی طاقتیں ہیں تو یہ بات اسے فائدہ نہیں دے سکتی۔ اگر ساری دنیا بھی اس کے ساتھ ہو تب بھی وہ بچ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ بڑی سے بڑی طاقت بھی ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے..... پس کسی طاقت کی مدد پر ہندوستان کا غرور اور فخر کرنا لغو بات ہے۔ اگر مشرق اور مغرب کی تمام طاقتیں بھی بھارت کی مدد کریں تو وہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں جیت نہیں سکتا۔ وہ اسکے مقابلہ میں بہرحال تباہ ہو گا۔ اسکے لئے تباہی سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ کمزوروں پر ظلم نہ کرے اور اُن کے مذہبی معاملات میں دخل نہ دے۔"

(الفضل ۱۷ر جنوری ۱۹۵۹ء صفحہ ۴)

مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب ایم۔ اے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف

(قسط اول)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی کے متعلق الہام الٰہی میں خبر دی گئی تھی کہ "وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا" مصلح موعود کی ساری علامات اور جملہ نشانات اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے روز روشن کی طرح واضح ہو گئے اور پیشگوئی کا ہر پہلو نمایاں ہو کر سامنے آ گیا جسے ہر دیکھنے والی آنکھ نے دیکھا ـــ ہر سوچنے والے دماغ نے تسلیم کیا اور ہر محسوس کرنیوالے دل نے محسوس کیا۔ حضور پُر نور کی ظاہری مروجہ تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی اور ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق تھا تا الٰہی نوشتہ پورا ہو اور خدا نما حقیقت ایک مرتبہ پھر سامنے آ جائے کہ وہ قادر و توانا خدا اپنے خاص بندوں کو خود اس طرح علم و فہم عطا فرماتا ہے کہ کسی کو اُن کے مقابل آنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلیل القدر اسلامی اور ملی خدمات جدید دور میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تاریخ کا ایک اہم باب ہیں۔ یہ خدمات اتنی جلیل القدر ہیں کہ غیر متعصب صاف دل مؤرخ تو کیا ہر منصف مزاج خیر خواہ اسلام یہ کہنے پر مجبور ہو گا "ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے"

زیر نظر مضمون میں خاکسار حضرت المصلح الموعودؓ کے علمی کارناموں سے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ اس سے قبل "خالد" کے خلافت ثانیہ نمبر میں خاکسار نے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم الشان علمی مقام پر روشنی ڈالنے کی حقیر سی کوشش کی تھی۔ اس میں عاجز نے ثابت کیا تھا کہ ملی اور جماعتی کاموں میں شدید محویت اور مصروفیت کے باوجود حضور نے کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے جتنا عظیم الشان لٹریچر پیدا کیا ہے وہ وہ معجزے اور کرامت سے کم نہیں۔ اس مقالے میں عاجز نے حضور پُر نور کے لٹریچر کی چیدہ چیدہ خصوصیات مثلاً ـــ تنوّع اثر آفرینی ـــ ہمہ گیر افادیت اور وسعت کے بارے میں بھی گذارشات پیش کی تھیں۔

اُسی مقالے میں خاکسار نے حضرت المصلح الموعودؓ کی تصنیفات اور تقاریر و خطبات کے کتابی مجموعوں کی سن وار فہرست بھی پیش کی تھی جو ۲۰۲ کتب و رسائل پر مشتمل تھی۔ یہ بہت بڑی تعداد ہے۔ حضور پُر نور جیسی گوناگوں مصروفیت اور کثرت افکار رکھنے والا شاید ہی کوئی مصنف ہو جو اس تعداد معیار تک پہنچا ہو۔ ابھی تو خاصہ مواد ایسا بھی موجود ہے جو مسودات کی شکل میں

ہے یا اخبارات میں متفرق ملفوظات اور ارشادات و خطبات کی صورت میں موجود ہے۔ اگر یہ سارا بے نظیر جدید علمی سرمایہ کتابی شکل میں مدون ہو جائے تو یہ تعداد کہیں سے کہیں جا پہنچے۔

اس مقالے میں عاجز نے وعدہ کیا تھا کہ حضور کی مشہور تصانیف کا مختصر سا تعارف "خالد" میں قسط وار پیش کروں گا۔ افسوس ہے کہ حضور پُرنور کی زندگی میں کیا جانے والا وعدہ حضور کے وصال کے بعد ایفاء کر رہا ہوں ——!!

(۱) چشمۂ توحید

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۰۶ء میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر شرک کی تردید میں پہلی مرتبہ تقریر فرمائی۔ حضور کی یہ پُر معارف تقریر بعد میں کتابی شکل میں بھی "چشمۂ توحید" کے نام سے شائع ہو گئی۔ ایک رنگ میں اسے ہم حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی تصنیف کہہ سکتے ہیں۔ اس بے نظیر تقریر میں آپؓ نے عیسائیت کے زوال اور اسلام کی ترقی کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:-

"اب وہ وقت ہے کہ عیسائیت کا بلند اور مضبوط منار گرا دیا جائے۔ یہ مذہبِ عیسوی کا قلعہ جس کی دیواریں لوہے کی تھیں اب گرنے کو ہے کیونکہ اس کو زنگ لگ گیا ہے...... اب یہ عیسائی سلطنتیں خود بخود اسلام کی طرف رجوع کریں گی اور وہ یورپ جو عیسائیت کا گھر ہے اسلام کا مرکز ہو گا...... یہ احمدی جماعت...... ایک دن آنیوالا ہے کہ تمام دنیا میں پھیل جائے گی۔ خدا ہمارے امام سے فرماتا ہے اور وعدہ دیتا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(چشمۂ توحید صفحہ ۲۰-۲۱)

(۲) محبتِ الٰہی

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مارچ ۱۹۰۷ء میں "محبت الٰہی" کے عنوان پر ایک لطیف اور مبسوط مضمون رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع فرمایا جو بعد میں کتابی صورت میں بھی چھپ گیا۔ حضور نے اس مضمون کے اختتام پر تحریر فرمایا:-

"محبتِ الٰہی کے لفظ پر جس قدر سوچتا ہوں اسی قدر ایک خاص لذت اور وجد دل میں پیدا ہوتا ہے کیا پیارا ہے مذہب اسلام جس نے ہم کو ایسی نعمت کی طرف ہدایت کی جس سے ہمارے دل روشن اور ہمارے دماغ منوّر ہوتے ہیں۔" (تشحیذ الاذہان جلد ۲ ع ۲ صـ ۱۰۴)

(۳) آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟

یہ کتابچہ ۱۸×۲۲ سائز کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

حضورؓ نے اس مختصر کتابچے میں اکتیس ۳۱ قابلِ عمل تجاویز پیش فرمائی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان کھویا ہوا وقار اور عروج حاصل کر کے اسلام کی عظمتِ رفتہ بحال کرنے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یہ کتابچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے

عہدِ ہمایونی میں ۱۰ جولائی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا۔

(۴) صادقوں کی روشنی کو کون دُور کر سکتا ہے؟

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد مخالفین کی طرف سے ہونے والے بے بنیاد اور غیر معقول اعتراضات کا حضور نے اُس زمانے میں اپنے رسالے "تشحیذ الاذہان" میں ٹھوس جواب دیا جس میں مخالفین کے اعتراضات کو نہایت مؤثر رنگ میں رد کیا گیا۔ یہی مفصل جواب بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوا جو $\frac{22 \times 18}{8}$ سائز کے ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے یہ کتاب ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء کو اشاعت پذیر ہوئی۔

(۵) نجات

پادری میکلین نے ۴ دسمبر ۱۹۰۹ء کو مشن کالج لاہور میں "نجات" کے موضوع پر ایک لیکچر دیا جس میں نجات کے بارے میں نصرانی نظریات کو پیش کیا۔ اس رسالے میں حضور رضی اللہ عنہ نے اس مضمون میں جو پہلے رسالہ تشحیذ الاذہان میں اور پھر بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوا پادری صاحب کے وساوس کا مؤثر رنگ میں ازالہ کیا ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے اس کتاب میں عیسائیت کے پیش کردہ نظریہ نجات کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا ہے۔ اس رسالہ میں حضور رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں کے سامنے مندرجہ ذیل چار فیصلہ کن سوال بھی رکھے جس سے عیسائی دنیا کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی :-

۱۔ ثابت کیا جائے کہ خدا تین ہیں جب تک تین خدا ثابت نہ ہوں نہ کفارہ رہتا ہے نہ نجات۔ تورات خروج باب ۲۰۔ آیت ۲ تو صرف خدائے واحد لاشریک کا تصور پیش کرتی ہے۔

۲۔ اگر خدا تین ہیں تو یسوع ہی کیونکر تیسرا خدا ہے کیونکہ بیٹے کا لفظ بہتوں کے لئے بولا گیا؟

۳۔ متی باب ۲۶ آیت ۳۹ سے ثابت ہے کہ مسیح صلیب پر مرنا نہ چاہتا تھا پس خدا ظالم ٹھہرتا ہے۔

۴۔ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ مسیح نے واقعی صلیب پر جان دیدی تھی ؟

$\frac{22 \times 18}{8}$ سائز کے ۱۷ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ دسمبر ۱۹۰۹ء میں دورِ خلافتِ اولیٰ میں طبع ہوا۔

(۶) دلائل ہستی باری تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رسالے میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں دس ناقابلِ تردید ٹھوس دلائل دیئے ہیں۔ $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ مہتمم نشر و اشاعت قادیان نے مارچ ۱۹۱۳ء میں شائع کیا۔

(۷) کلامِ محمود

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا عارفانہ شعری کلام سب سے پہلے مئی ۱۹۱۴ء میں مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے شائع کیا اور اس کے شروع میں ایک دیباچہ بھی لکھا۔ یہ کتاب اب تک پندرہ مرتبہ شائع ہو چکی ہے شاعری کے بارہ میں حضور رضی اللہ عنہ اپنا مسلک بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"میں کسی نظم کو شاعری کے شوق میں نہیں
کہتا ہوں بلکہ جب تک ایک خاص جوش
پیدا نہ ہو نظم کہنا مکروہ سمجھتا ہوں۔
اسلئے دردِ دل سے نکلا ہوا کلام سمجھنا
چاہیئے۔ بعض دفعہ نظم نامکمل صورت میں

پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے تاکہ لوگ دیکھیں کہ شاعری کو بطور پیشہ نہیں اختیار کیا گیا بلکہ جب کبھی قلب پر کیفیت ظاہر ہوتی ہے تو اس کا اظہار کر دیا جاتا ہے اور پھر یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس کو مکمل کیا جاوے۔ چونکہ میں تکلف سے شعر نہیں کہتا ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے پڑھو اور غور کرو۔ خدا کرے یہ درد بھرے کلمات کسی سعید روح کیلئے مفید و بابرکت ثابت ہوں۔"

(سرورق صہ ۲ کلام محمود)

(۸) کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے؟ یہ وہ پر جلال ٹریکٹ ہے

جو مسئلہ خلافت کے بارے میں اہلِ پیغام کے وساوس کا ازالہ کرنے کے لئے حضور رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء کو طبع ہوا۔

(۹) کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے؟ سائز ۲۰×۳۰/۸ ۱۲ صفحات۔ حضور

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے صرف ایک ہفتہ بعد ہی تائیدِ الٰہی سے یہ مضمون تحریر فرمایا۔ اس میں حضور رض نے منکرینِ خلافت کے اہم اعتراضات اور وساوس کا تفصیلی جواب دیا۔ حضور رض کا یہ مضمون بہت مقبول ہوا اور جماعتوں کی طرف سے بیعت کے تاروں اور خطوط کا تانتا لگ گیا۔

(۱۰) الدین الحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک عربی الہام میں یہ خبر دی تھی کہ رومی سلطنت کسی وقت بیرونی دشمنوں سے مغلوب ہو جائے گی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر غلبہ پائے گی۔ (تذکرہ صہ ۵۰۹)

حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدین الحی کے نام سے عربی زبان میں ایک ٹریکٹ لکھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے ظہور پر روشنی ڈالی۔ (تاریخ احمدیت جلد پنجم)

(۱۱) شکریہ اور اعلان ضروری ۲۰×۲۶/۸ کے ۱۲ صفحات پر مشتمل

ایک مضمون اپریل ۱۹۱۴ء کے آخر میں حضور رضی اللہ عنہ نے "شکریہ اور اعلان ضروری" کے عنوان سے تحریر فرمایا جس میں جماعت کی اکثریت کے ایک مرکز پر جمع ہو جانے پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ یہ مضمون الفضل کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔

(۱۲) سیرت النبی صلعم سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے بعض ایمان افروز واقعات پر دلکش انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے اس بارے میں اخبار الفضل (۱۹۱۳ء) میں طبع ہونیوالے مضامین کا مجموعہ ہے۔

(۱۳) منصبِ خلافت یہ وہ تقریر ہے جو حضور پر نور رضی اللہ عنہ نے جماعت ہائے احمدیہ کے نمائندوں کے سامنے ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو قادیان دار الامان میں ارشاد فرمائی۔ اس میں حضور رض نے خلافت اور خلیفہ کے فرائضِ منصبی اور مقام پر روشنی ڈالی ہے۔ نیز ان ذرائع کی وضاحت فرمائی

ہے جن کے ذریعے مقاصدِ خلافت کی تکمیل ہوتی ہے۔ آیتِ استخلاف کی تفسیر کے علاوہ انجمن اور خلیفہ کے اختیارات پر بھی بحث کی گئی ہے۔ جماعت کی ترقی کے لئے حضورؓ نے متعدد تجاویز بھی پیش فرمائی ہیں۔ یہ ایک تاریخی چیز ہے۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۵۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۱۴) تحفۃ الملوک

۱۹۱۴ء میں ایک رؤیا کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے والیٔ حیدرآباد دکن سر عثمان علی خان کو حقیقی اسلام یعنی احمدیت کی دعوت دینے کے لئے یہ کتاب رقم فرمائی۔ اس کتاب میں حضورؓ نے دلائل و براہین سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کو مؤثر رنگ میں واضح فرمایا ہے۔ کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۹۱۵ء میں اس کتاب کی خاص جلد والیٔ دکن کو پیش کی گئی۔ ۱۹۱۸ء میں اس کتاب کا انگریزی ترجمہ جنگِ عظیم اوّل کے خاتمہ کے بعد دنیا کے اٹھارہ مشہور حکمرانوں کو بھی پیش کیا گیا۔

(۱۵) خطباتِ محمود

حضورؓ کے جون ۱۹۱۴ء سے دسمبر ۱۹۱۴ء تک کے ۲۹ خطباتِ جمعہ کا مجموعہ ہے۔ مکرم محمد شفیع صاحب احمدی نے ۱۹۳۴ء میں نور اینڈ کمپنی امرتسر کے زیرِ اہتمام شائع کیا۔ یہ خطباتِ جمعہ روحانی معارف و اسرار کا گنجینہ ہیں[1]۔ یہ کتابچہ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

[1] کاش حضورؓ کے سارے خطباتِ جمعہ کتابی شکل میں مرتب ہو کر احبابِ جماعت اور دوسرے متلاشیانِ حق کے ہاتھوں میں جا سکیں۔ (لطف الرحمٰن محمود)

(۱۶) القول الفصل

یہ کتاب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل لاہور (جو فتنۂ انکارِ خلافت کے عمائدین میں سے تھے) کی کتاب "اندرونی اختلافاتِ سلسلہ احمدیہ کے اسباب" کے جواب میں حضور نے تحریر فرمائی۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے حضور پُرنورؓ نے بہ تائیدِ ایزدی صرف ایک دن میں رقم فرمایا۔ ۳۰ر جنوری ۱۹۱۵ء کو انجمن ترقیٔ اسلام نے اسے شائع کیا۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۷۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے اور آنے والے مؤرخ کے لئے سنگِ میل۔

(۱۷) حقیقۃ النبوّۃ

حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ انتہائی ٹھوس کتاب صرف ۲۸ دن میں رقم فرمائی۔ اس میں اہلِ پیغام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوّت کے بارے میں اتمامِ حجت کی گئی ہے۔ "مسئلہ نبوّتِ مسیح موعود" کو ٹھوس دلائل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ہر پہلو اور ہر جہت سے مفصّل بحث فرمائی ہے۔ اسے انجمن ترقیٔ اسلام قادیان نے ۳ر مارچ ۱۹۱۵ء کو شائع کیا۔ یہ کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۹۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے اس کتاب کے ٹھوس ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

(۱۸) چند غلط فہمیوں کا ازالہ

حضور رضی اللہ عنہ نے حقیقۃ النبوۃ کی اشاعت کے بعد ہی مارچ ۱۹۱۵ء کو ——

مسئلہ نبوت ہی سے متعلق سولہ صفحات کا ایک کتابچہ شائع فرمایا۔ جس میں مولوی محمد علی صاحب کی چند غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا گیا ہے۔

(۱۹) اللہ تعالیٰ کی مدد صرف صادق قول کے ساتھ ہے

یہ مختصر سا ٹریکٹ بھی ایک نادر تاریخی چیز ہے۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے صرف چار صفحات پر مشتمل ہے۔ حضورؓ پر اہل پیغام نے آغاز خلافت میں یہ بے بنیاد الزام لگایا گیا تھا کہ حضورؓ نے حکومت ہند کو درخواست بھیجی ہے کہ انہیں "خلیفۃ المسلمین" تسلیم کر لیا جائے تو وہ حکومت کی امداد کریں گے۔ حضورؓ نے اس مضحکہ خیز افترا کی قلعی کھولی ہے۔ یہ مضمون ۲۰ جنوری ۱۹۱۵ء کو شائع ہوا۔

(۲۰) اسلام اور دیگر مذاہب

یہ معرکۃ الآراء مقالہ بزبان انگریزی ۶ مارچ ۱۹۱۶ء کو دہلی کے جلسہ عام میں سنایا گیا۔ تعلق باللہ، شفقت علیٰ خلق اللہ اور متعدد دیگر امور میں دین فطرت اسلام کی تعلیمات کا دوسرے مذاہب اور ادیان کے نظریات سے دلکش پیرائے میں مقابلہ کیا گیا ہے۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲۱) ایک صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب

ایک غیر از جماعت دوست نے حضورؓ کی خدمت میں پانچ سوال بھجوائے جو احمدیت کو مخفی رکھنے —— غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے —— علیحدہ جماعت کے قیام کی ضرورت —— اور مسیح اور مہدی پر اعلانیہ اظہار ایمان وغیرہ کے متعلق تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے تفصیل کے ساتھ ان پانچوں سوالوں کا جواب تحریر فرمایا۔ یہ جواب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۹ اپریل ۱۹۱۵ء کو پہلی مرتبہ کتابی شکل میں شائع ہوا۔

(۲۲) پیغام مسیح

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وہ عظیم الشان تقریر ہے جو حضورؓ نے ۱۱ جولائی ۱۹۱۵ء کو نماز مغرب کے بعد لاہور میں ارشاد فرمائی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو نہایت دلنشین انداز اور مؤثر رنگ میں بیان فرمایا۔ اس تقریر میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی ضرورت اور اہمیت —— قرآن مجید کی تعلیم اور شریعت کی غرض و غایت پر بھی روشنی ڈالی۔

۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابی شکل میں پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی۔

(۲۳) ایک عظیم الشان بشارت (سندھی زبان میں)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سندھ کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے ۱۹۱۵ء کے آخر میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک ٹریکٹ لکھا۔ جو سندھی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا گیا۔ (باقی)

> "جو اعلیٰ چیز سے تعلق رکھتا ہے وہ خود بھی اعلیٰ ہو جاتا ہے"
>
> (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آہ! سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(جناب عبدالسلام صاحب اختر پرنسپل گھٹیالیاں کالج ضلع سیالکوٹ)

(۱)

برسوں یہ نقش دل سے مٹایا نہ جائے گا
محمود! تیرا نام بھلایا نہ جائے گا
آہوں سے تیری یاد کو سینچیں گے۔ دل بگر
آہوں سے دل کا داغ مٹایا نہ جائے گا
تیرا مقام پا نہ سکے گی نگاہِ شوق!
تیرا نظیر۔ پھر کبھی لایا نہ جائے گا
پا کر تجھے یہ بھولے تھے مجھ جیسے کم خیال
"اِک مرتبہ جو کھو گیا۔ پایا نہ جائے گا

(۲)

محمود! وہ بھی آدمِ خاکی تھا۔ جو سدا!
اِک تازہ شاہراہ بناتے ہوئے گیا
فکر و نظر کو طلعتِ خورشید بخش کر
تاروں کو گردِ راہ بناتے ہوئے گیا
قطروں کو دے کے قلزمِ طغیانِ زندگی
ذرّوں کو مہر و ماہ بناتے ہوئے گیا

اِک "وادیٔ حقیر" میں آیا۔ مگر اُسے
اِک "جنّتِ نگاہ" بناتے ہوئے گیا

دعاؤں میں لگے رہیں اور ہمیشہ خدا تعالےٰ سے اُس کی نصرت طلب کرتے رہیں

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کا پیغام خدام الاحمدیہ کے نام

یکم دسمبر کو رسالہ خالد کی آخری کاپی لکھی جا رہی تھی کہ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ طیّبہ پر مسجد مبارک ربوہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے لئے ازراہِ شفقت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بھی خدام الاحمدیہ کو اپنے پیغام سے نوازا۔

ذیل میں حضرت سیّدہ موصوفہ کا وہ پیغام درج کیا جاتا ہے۔ یہ پیغام مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب مہتمم مقامی نے جلسہ میں پڑھ کر سُنایا ——— (ادارہ)

برادران خدام الاحمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا لکھوں، کیونکر لکھوں: دل، دماغ، نظر سب کمزور ہو رہے ہیں۔ وہ میرے سب سے زیادہ پیارے بھائی، مجھے ہمیشہ بہت چاہنے والے بھائی، میرے محسن بھائی، عمر میں بہت کم فرق ہونے کے باوجود بچپن سے گودوں میں اٹھانے والے میرے نازبردار بھائی تھے۔ آج اُن سے جُدا ہو کر مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کی بھی جُدائی دراصل گویا اب ہوئی ہے۔ اب کون ہمارے بچپن کی باتیں کرے گا! کون ان مشترکہ یادوں کے ذکر تازہ کرے گا۔ اور کون کر سکتا ہے؟ جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا ہی نہیں وہ بجز کتابی علم اور ذہن میں نقشہ تصوّر میں لانے کے اور کیا سوچ اور کہہ سکتے ہیں۔ گویا ہمارا زمانہ تو ختم ہو گیا۔ اب آپ لوگوں کا ہے۔ آپ نے اُن کی شان دیکھی، اُن کے کام دیکھے۔ اُن کی برکات سے اُن کی نصائح سے مستفید ہوتے۔ اُن کا جمال بھی دیکھا، جلال بھی دیکھا۔ یہ سب باتیں اظہر من الشمس ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ محمود کا نام، محمود کے کام تا قیامت تمام دنیا میں سورج کی طرح روشن نظر آتے رہیں گے۔ اور تاریخِ عالم کا بہت نمایاں سنہری باب ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت، فضل و کرم اور رحمت سے جو کارہائے نمایاں اِس

مبارک وجود نے سرانجام دیئے۔ دنیا نے دیکھے اور دیکھتی رہے گی۔ یہ تو سب کچھ سب پر ظاہر ہی ہے۔ مَیں نے ان کی کم عمری کا زمانہ دیکھا۔ آپ تو مَیں بچہ ہی تھی مگر یاد اس وقت کی بفضل خدا تازہ رہی اور ہے۔ تیرہ چودہ سال کی عمر سے ایک نمایاں شخصیت نظر آنے لگی تھی۔ سنجیدگی سے کتب کا مطالعہ بغور کرتے۔ دینی باتوں، دینی علوم اور تحقیق کا شوق تھا۔ میز پر ایک طرف قرآن کریم ہے۔ اپنی دینی کتب و احادیث رکھی ہیں۔ تو دوسری جانب انجیل بھی رکھی ہے اور دیگر مذاہب کی کتب و رسائل بھی۔ آنکھیں اکثر آشوب کر آتی تھیں مگر پڑھتے رہتے تھے۔ عجیب شخصیت تھی کہ ساتھ ہی دل بہلانے کے سامان بھی مہیا رہتے۔ کشتی چلانا، نشانہ اندازی وغیرہ غلیل سے بہت، ایک زمانہ میں شغف رہا۔ جس سے نشانے باندھ کر مشق کیا کرتے۔ پُر مذاق باتیں کرتے۔ تو دل سُن کر باغ باغ ہو جاتا۔ مگر یہ سب ایک وقتی تفریح اور ذرا آرام لینے کی خاطر ہوتا تھا۔ ہرگز کبھی انہوں نے کسی اصل کام میں حرج نہیں آنے دیا۔ اِس عمر میں بھی نہ وہ کبھی خشک مزاج ہوئے نہ سرد مہر۔ بہت با محبت، بہت پیار کرنے والے رہے۔ گھر کی رونق بھی تھے اور روشنی بھی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک زمانہ کیلئے روشن نشان بنانا مقدر فرمایا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میری ہوش کے زمانہ میں آپ بہت مؤدّب رہتے تھے۔ اور بچپن کی بے تکلفی کو ختم کر چکے تھے۔ آپ کا مقام خوب پہچان چکے تھے۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا برتاؤ ان کے ساتھ اپنی یاد کے زمانہ سے مَیں نے ایسا ہی دیکھا۔ جیسا بڑے جوان بیٹوں سے ہوتا ہے۔ باہر بھیجنا یا کوئی کام سمجھانا غرض کچھ کہنا ہو تو ان سے بات کا طریق آپ کا ایسا تھا کہ اب اس عمر کے چودہ پندرہ سال کے لڑکوں سے نہ والدین کرتے ہیں نہ لڑکوں میں اتنی ذمّہ داری کا احساس اور فراست نظر آتی ہے۔ مگر وہ زمانہ اَور تھا۔ مسیح موعود علیہ السلام کے نور کا اثر تھا اور خدا تعالیٰ کی مشیت اپنی نصرت سے ان کو جس مقام پر کھڑا کرنا تھا اس کے لئے تیار کرنے میں خود ممد تھی۔ آپ لوگوں کے لئے عمر پندرہ سال خدام میں شمولیت کی جو وہ مقرر فرما گئے انہوں نے اسی وقت کی اپنی سمجھ عقل، دُور اندیشی، دینی جوش وغیرہ کا اندازہ لگا کر بہت ٹھیک مقرر فرمائی ہے اور اس کو ایک نیک فال بنایا ہے۔

خدا تعالیٰ آپ کو ہمیشہ راستی پر قائم رکھے۔ اور نیکی میں قدم بڑھتے رہیں۔ آپ سب کے ارادے نیک نیتوں کے ساتھ مبارک اور صادق ہوں اور خدا تعالیٰ آپ کا ناصر رہے۔

خدّام الاحمدیہ خدامِ احمدؐ اور فدائے دینِ احمدؐ رہیں۔ خلافت سے وابستہ رہیں۔

اس غم میں بھی ہم کو جو خوشی خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بخشی اس کا سچے دل سے شکر گزار عملاً بھی اور قولاً بھی ہم سب کو ہونا اور رہنا چاہیئے۔ کیسا کرم فرمایا، کیسا ہاتھ تھام کر بیڑا پار لگایا ہے کہ اس کے احسان کو سوچ کر ایک لرزہ آجاتا ہے کہ شکریہ بھی تو ادا نہیں کر پاتے جو شکریہ کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر فتنہ سے بچا لیا، قلوب کو اپنے قبضہ میں کر لیا، دلوں کی آنکھیں کھول دیں اور جس کو اس نے چُنا اس کے ہاتھ پر ہم سب کو جمع کر دیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

دُعاؤں میں لگے رہیں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ سے نصرت طلب کرتے رہیں۔ وہ جماعت کو بڑھائے تعداد کے لحاظ سے بھی مگر سب سے بڑھ کر روحانی ترقی عطا فرماتا جائے۔ ہمیشہ ہمارے قدم آگے بڑھ کر پیچھے نہ ہٹیں۔ وہی ہمارا دستگیر ہو، راہنمائی فرماتا رہے۔ آمین

مبارکہ

طفلِ امروز قائدِ فردا

ہماری قومی ترقی کے مستقبل کا انحصار ہمارے بچوں کی عمدہ تربیت پر ہے۔ جو احباب اپنے بچوں اور قومی بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں دلچسپی رکھتے ہوں شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ اُن سے تعاون کے لئے تیار ہے۔ اپنی مشکلات اور ضروریات سے خاکسار کو فوراً اطلاع دیں۔ والسلام

خاکسار

مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

Monthly **KHALID** Rabwah

DECEMBER 1965 REGD. NO. L 5830

"میں خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤنگا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہوچکا کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا۔ اور ہر شخص جو میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ خدا کے فضل سے ناکام رہے گا... خدا نے مجھے اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ خواہ مخالف مجھے کتنی بھی گالیاں دیں مجھے کتنا بھی برا سمجھیں بہرحال دنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہیں کہ وہ میرا نام اسلام کی تاریخ کے صفحات سے مٹا سکے آج نہیں آج سے چالیس پچاس بلکہ سوسال کے بعد تاریخ اس بات کا فیصلہ کرے گی کہ میں نے جو کچھ کہا وہ صحیح کہا تھا یا غلط میں بے شک اس وقت موجود نہیں ہونگا۔ مگر جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائے گی تو مسلمان مورخ اس بات پر مجبور ہو گا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی ذکر کرے اگر وہ میرے نام کو اس تاریخ میں سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائیگا ایک بہت بڑا خلاء واقع ہو جائیگا جسکو پر کرنے والا کوئی نہیں ملے گا"

(حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

صرف ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔